REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد ۸ | ۱۶ شہادت ۱۳۳۸ ہش ۷ شوال ۱۳۷۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ اپریل - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود علالت طبع آج صبح مسجد مبارک میں عید الفطر کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

ربوہ - ۱۳ اپریل - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیماری میں پہلے کی نسبت خفیف افاقہ ہوا ہے۔

لیکن تا حال تکلیف باقی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ اور پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے - آمین۔

قادیان ۱۲ اپریل - آج نو بجے صبح مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی معاون ناظر بیت المال کے ہاں تیسرا لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے - آمین۔

قادیان ۱۴ اپریل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضل تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

جناب گورنر پنجاب شری این - وی گیڈگل صاحب کی قادیان میں آمد!

جماعت احمدیہ کی طرف سے ایڈریس اور قرآن کریم کی پیشکش

قادیان مورخہ ۹ اپریل۔ کچھ عرصہ پیشتر جناب گورنر پنجاب شری این۔ وی گیڈگل صاحب سے جماعت احمدیہ کا ایک وفد چنڈی گڑھ میں ملا۔ اور ان کی خدمت میں قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ جناب گورنر صاحب نے وعدہ فرمایا کہ وہ موقعہ ملنے پر ضرور قادیان آئیں گے۔ چند روز پیشتر ضلع گورداسپور میں ان کے دورہ کا پروگرام شائع ہوا۔ چیپر نظارت امور عامہ کی طرف سے ان کو قادیان آنے کا وعدہ یاد دلایا گیا۔ اور قادیان تشریف لانے کی درخواست کی گئی۔ اگرچہ انکا پروگرام بن چکا تھا۔ لیکن انہوں نے ازراہ مہربانی بٹالہ میں اپنے آرام کے وقت سے تھوڑا سا وقت نکال کر قادیان آنے کا ارادہ کیا

تشریف آوری

چنانچہ آپ مع اپنی لیڈی صاحبہ۔ اپنے ملٹری سیکرٹری شری دھودھر داس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ سردار گوربچن سنگھ صاحب ایس۔ پی گورداسپور اور بہت سے دیگر افسران کے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب قادیان تشریف لائے۔

خیر مقدم

طے شدہ انتظام کے ماتحت جناب گورنر صاحب کا استقبال احمدیہ مہمان خانہ میں کیا گیا۔ مہمانخانہ کے دروازے اور احمدیہ محلہ کے رستوں کو خوبصورت جھنڈیوں اور "خوش آمدید" کے قطعات سے مزین کیا گیا تھا۔ جناب گورنر صاحب اور ان کے ساتھیوں کی آمد پر قومی اور ملکی نعروں سے ان کا استقبال کیا گیا۔

اس موقعہ پر شہر کے دیگر معززین جن میں میونسپل کمشنران - لوکل کانگریس کے عہدیداران وغیرہم بھی شامل تھے استقبال کے لئے مہمانخانہ کے صحن میں آئے ہوئے تھے۔

استقبال اور تعارف کے بعد معزز مہمانوں کی شربت اور فروٹ سے تواضع کی گئی

زیارت

بعد ازاں جناب گورنر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کی زیارت کی۔ اور سلسلہ کے تاریخی حالات دلچسپی سے سنتے رہے۔

زیارت سے فارغ ہو کر مدرسہ احمدیہ میں جہاں جملہ درویشان اور بہت سے دیگر معززین جمع تھے۔ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ نے اردو زبان میں ایڈریس پڑھ کر سنایا (یہ ایڈریس اخبار میں دوسری جگہ پر درج ہے)

ایڈریس کا جواب

ایڈریس کا جواب جناب گورنر صاحب نے اردو میں دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ

مجھے عرصہ ہوا جماعت احمدیہ کے نمائندے مجھے چنڈی گڑھ میں ملے تھے اور مجھے قادیان آنے کی دعوت دی تھی میں نے قادیان آنے کا وعدہ کیا۔ اگرچہ مجھے بعض ضروری اور اہم کام درپیش تھے۔ جو گو کمانہ طور پر میری ذات سے متعلق تھے لیکن پھر بھی میں نے وعدہ کا پاس کرتے ہوئے قادیان آنے کا فیصلہ کیا۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے

کہ میں قادیان میں صرف احمدیوں کے پاس آیا ہوں۔ اگر مجھے کوئی اور بلاتا تو میں اوروں کے پاس بھی آجاتا۔ چونکہ احمدیوں نے مجھے دعوت دی تھی اسلئے میں ان کے پاس آیا ہوں۔ میں آریہ سماج کے مندروں میں بھی جاتا ہوں اور دوسرے مذہبی مقامات پر بھی جاتا ہوں۔ میں کسی خاص جماعت کا فرد نہیں۔ بلکہ سارے پنجابیوں کا ہوں۔ جن میں ہندو، مسلمان سکھ اور عیسائی وغیرہ سب شامل ہیں۔ میں نے اس دفعہ چنڈی گڑھ میں دریافت کیا تھا کہ اگر کوئی مسلمان چنڈی گڑھ میں ہو تو میں انکی عید کے موقعہ پر دعوت کروں۔ پھر مجھے دورہ کے موقعہ پر آنا پڑا۔ آئندہ عید پر میں ضرور مسلمانوں کی خوشی میں شریک ہونے کا انتظام کروں گا۔ بھارت کے آئین میں سب مذاہب کے لوگ مساوی حقوق رکھتے ہیں اس میں کسی کو چھوٹا یا بڑا نہیں سمجھا جاتا۔ جناب گورنر صاحب نے سورج اور چاند کی مثال دیکر واضح کیا کہ جس طرح انکی روشنی اور گرمی بلا لحاظ فرقہ و قوم پہنچتی ہے اسی طرح بھارت کے آئین کی فیض رسانی ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور عیسائیوں سب کے لئے یکساں ہونی چاہیئے۔ اگرا بتک ہم اس اصول پر پورے طور پر کاربند نہیں۔ تو بھی ہمیں پوری پوری کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔ مجھے اس بات سے خوشی

ہے کہ احمدیہ جماعت کے اصول حکومت کے ساتھ تعاون اور امداد کرنے والے ہیں اور یہ جماعت کسی سیاسی اور عدم تعاون کی تحریک میں حصہ نہیں لیتی۔ میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہندوستانی احمدیوں کا دکھ سکھ ہندوستان کا دکھ سکھ ہے۔ احمدیوں کا سکھ دکھ پنجاب کا سکھ دکھ ہے۔ ہم سب لوگ آپکی خوشی سے خوش ہیں اور دکھ سے دکھی ہیں۔ اگر آپ کو کوئی تکلیف ہو تو آپ ایک کارڈ لکھکر مجھے اطلاع دے سکتے ہیں۔ آپ کی تکلیف کو دور کرنیکی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

چونکہ میں قادیان کے احمدیوں کی دعوت پر آیا ہوں۔ اسلئے یہاں تک آنا ضروری تھا اگر قادیان کی دوسری پبلک بھی دعوت دیگی تو ہم پھر بھی آنے کو تیار ہیں اور پھر آئیں گے۔

قرآن کریم اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفہ

ایڈریس کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ نے آپکی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگریزی اور دیگر لٹریچر تحفۃً پیش کیا۔ جو آپ نے بخوشی قبول فرمایا اور مطالعہ کا وعدہ فرمایا۔

ایڈریس کی ایک نقل جو خوبصورت چوکھٹے اور سنہری حروف میں لکھی ہوئی تھی جناب گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی گئی تقریباً پون گھنٹہ قادیان ٹھہرنے کے بعد جناب گورنر صاحب اور انکے ساتھی واپس بٹالہ تشریف لے گئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جناب گورنر صاحب کی تشریف آوری کے جملہ انتظامات محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی نگرانی میں تسلی بخش طور پر ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس موقعہ پر گو بسبب داغ ہجرت کی وجہ سے قادیان میں احمدیوں کی آبادی بہت تھوڑی ہے خدا تعالیٰ اپنے وعدہ یاتون من کل فج عمیق کو پوری شان سے پورا کر رہا ہے اور اس مقدس بستی سے اسلام اور احمدیت کا نور ظہور میں آ رہا ہے تا نیز میں بھی نشان نمائی کر رہا ہے۔ فالحمدللہ (ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان)

قادیان میں درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا

اور

عید الفطر کی تقریب سعید

قادیان - ۱۰ اپریل حسب دستور سابق امسال بھی قادیان کی ہر دو مقامی مساجد یعنی ... پر

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کر رہے ہیں۔ اور اپنی حکومت کی ملک کی بہبودی اور ترقی کیلئے ہر طرح جدوجہد کرتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال سے حکومت کی طرف سے جب بھی قومی کاموں میں امداد اور تعاون کی تحریک کی گئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے دلی خوشی کے ساتھ حکومت سے تعاون کیا گیا۔ ابھی حال ہی میں سمال سیونگ سکیم میں بہت سی رقوم جماعت کی طرف سے جمع (Deposit) کرائی گئیں۔ ۱۹۵۵ء میں سیلاب کی وجہ سے جو نقصان ہوا۔ اس میں بھی باوجود نہایت محدود ذرائع رکھنے کے جماعت کی طرف سے علاقہ میں بہت سے والنٹیرز۔ ادویہ۔ پارچات اور ڈاکٹر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے اپنے خرچ پر مہیا کئے گئے۔

ایڈریس بخدمت جناب شری این۔ وی گیڈگل صاحب گورنر پنجاب

——— از طرف ———

جماعت احمدیہ قادیان

(یہ ایڈریس جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے جناب گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں مورخہ ۹/۴/۵۹ کو پڑھ کر سنایا۔ اور اس کی نقل خوبصورت چھپے ہوئے ہی انکی خدمت میں پیش کی۔ ناظر امور عامہ)

جناب عالی۔ ہم جماعت احمدیہ قادیان کے جملہ ممبران آپ کی اور آپ کی محترم بیگم صاحبہ کی قادیان میں تشریف آوری پر آپ کو تہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور آپ کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروگرام میں خاص طور پر تبدیلی کر کے جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز کی زیارت کے لئے وقت نکالا اور یہاں آنے کی تکلیف فرمائی۔

اس موقعہ پر ہم ممبران جماعت احمدیہ آپ کی شاندار ملکی خدمات پر جو آپ نے بحیثیت وزیر مرکزی حکومت ادا کیں۔ اور اب پنجاب کے گورنر کی حیثیت سے ادا کر رہے ہیں دلی خلوص کے ساتھ مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ بالخصوص آپ کی اقلیتوں کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک کے لئے آپ کے شکرگذار ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ آپ کی توجہ مستقل مزاجی اور قومی معاملات میں دلچسپی پنجاب کے الجھے ہوئے حالات کو سلجھانے میں خاص طور پر ممد ہوگی آپ اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں پہلے بھی تھوڑے عرصہ میں ایک حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ اور امید ہے کہ آئندہ بھی آپ کو بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔

جناب عالی۔ تقسیم ملک کے بعد ہمارے مقدس مرکز قادیان کو جن غیر معمولی حالات میں سے گذرنا پڑا۔ ان کے نتیجہ میں آپ کو اس مشہور اور بین الاقوامی شہر کی حالت ظاہری اعتبار سے دیدہ زیب نظر نہیں آتی۔ لیکن جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہونے کی حیثیت سے اسکی شہرت اور اہمیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور جوں جوں احمدیہ جماعت دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلتی جاتی ہے۔ ساتھ ہی قادیان اور ہندوستان کا نام بھی تمام دنیا میں شہرت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو پرماتما نے موجودہ زمانہ میں مذہبی اصلاح کے لئے مسیح موعود مصلح (Promised Reformer) بنا کر بھیجا۔ اللہ ان کے وجود میں تمام مذاہب کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اسی مقدس بستی میں پیدا ہوئے۔ یہیں پر آپ نے تمام عمر اپنے مشن کی کامیابی کے لئے خدا سے طاقت پاکر جدوجہد اور کوشش کی۔ اور آپ کا مزار مبارک بھی اسی قصبہ میں ہے۔ اسی طرح آپ کے مقدس خلفاء و جانشین اور بہت سے ابتدائی ساتھیوں نے بھی اپنی زندگیاں یہیں پر گذاریں اور اسی بستی کی چھاتیوں سے روحانی اور علمی دودھ پی کر آج جماعت کے ہزاروں افراد دنیا کے کناروں تک اس آسمانی پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد بھی قادیان کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے بہت سے غیر ملکی احمدی قادیان کی زیارت کے لئے ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ انگلستان۔ امریکہ۔ مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ۔ ماریشس۔ مڈل ایسٹ۔ سیلون۔ انڈونیشیا۔ برما۔ بورنیو۔ چین وغیرہ ملکوں سے یہاں آ چکے ہیں۔ اور تمام دنیا کے احمدیوں کے دل اس مقدس شہر کے ساتھ وابستہ ہیں۔

جناب محترم! یہ بیان کر دینا مناسب ہوگا کہ احمدیہ جماعت کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی۔ یہ جماعت باوجود شدید مخالفتوں کے جو ابتداء میں انگریزی حکومت کی طرف سے اور تمام مذاہب کے پیروؤں کی طرف سے ہوتی رہی ہیں خدا کی مدد اور نصرت سے بڑھتی اور پروان چڑھتی گئی اور اس وقت دنیا کے تمام علاقوں میں اسکی شاخیں پھیل چکی ہیں۔ اور بھارت اور پاکستان کے علاوہ یورپ امریکہ۔ مغربی و مشرقی افریقہ۔ مڈل ایسٹ۔ انڈونیشیا۔ سپین۔ چین۔ بورنیو۔ برما۔ سیلون ماریشس وغیرہ مختلف ممالک میں اس کے مشن قائم ہو چکے ہیں اور اس کی تعداد اور اثر و رسوخ جلد جلد بڑھ رہا ہے۔ نیز جماعت احمدیہ کے افراد اپنی مخصوص تعلیمات اور کیریکٹر کی وجہ سے ہر جگہ مشہور اور نمایاں ہیں۔

اس مختصر سے ایڈریس میں یہ ممکن نہیں کہ احمدیہ جماعت کے سب اصولوں کا ذکر کیا جائے صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہوگا کہ احمدیہ جماعت ایک خالص مذہبی جماعت ہے۔ جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ اس جماعت کے ہر فرد کو مذہبی طور پر قرآنی تعلیم کے ماتحت یہ حکم ہے۔ کہ وہ قائم شدہ حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ اور کسی طور پر بھی بغاوت یا عدم تعاون کی تحریک میں حصہ نہ لے۔ احمدیہ جماعت کے ممبران تمام دنیا میں اسی اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ اور کسی فساد جھگڑے یا بغاوت میں حصہ نہیں لیتے۔ یہاں تک کہ کوئی احمدی سٹرائیک میں بھی شامل نہیں ہوتا۔ بھارت میں رہنے والے احمدی جماعت کے تمام صوبوں میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ دل سے اس اصول کو مانتے ہیں اور اس پر عمل

جناب عالی! ہماری جماعت کا یہ بھی اصول ہے کہ دنیا کے تمام قائم شدہ مذاہب جن لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے روحانی فائدہ اور برکت حاصل کی خدا کی طرف سے ہیں اور دنیا کے ہر علاقہ میں روحانی و اخلاقی اصلاح کے لئے پیغمبر یا اوتار خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں ان سب کا احترام اور عزت کرنا ہمارا فرض ہے چنانچہ اسی عقیدہ کے مطابق ہم سری کرشن جی۔ سری رامچندر جی۔ مہاتما بدھ۔ گورو نانک صاحب اور دیگر مذہبی پیشواؤں کو جو اس تعریف کے نیچے آتے ہیں سچا اور خدا کا پیارا سمجھتے ہیں۔ اور ان کی عزت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ عملی رنگ میں ہر سال جماعت کی طرف سے پیشوایان مذاہب (Religons Founders day) کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن میں ایک ہی سٹیج پر مختلف مذاہب کے بزرگوں کی عزت اور تعریف کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کے اس اصول پر عمل کرنے سے دنیا میں مذہبی جھگڑوں اور فساد کی ایک بڑی وجہ دور ہو سکتی ہے۔

جماعت احمدیہ دراصل "حقیقی اسلام" کا دوسرا نام ہے۔ موجودہ زمانہ کے بعض مسلمانوں کے جہاد کے متعلق غلط تصور کی بھی اصلاح کی ہے۔ احمدیت کے نزدیک جہاد سے جارحانہ لڑائی (Aggressive War) مراد نہیں۔ بلکہ اس کا صحیح مفہوم روحانی ترقی کے لئے کوشش اور قرآنی تعلیمات کو محبت اور پیار سے دوسروں تک پہنچانے کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ ہاں اگر مذہبی اور ظالمانہ طریق پر کوئی قوم یا ملک حملہ آور ہو۔ تو بامر مجبوری دفاعی لڑائی (Defensive War) کرنا بھی جہاد میں داخل ہو سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے اسی عقیدہ کی وجہ سے جماعت کے بہت سے افراد کو جانی قربانی بھی دینی پڑی۔ لیکن ہم اس امن بخش قرآنی تعلیم کو کسی صورت میں چھوڑ نہیں سکتے۔ خواہ اس وجہ سے ہمیں کتنا نقصان پہنچے۔

جناب محترم! جماعت احمدیہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نزدیک مذہب قصہ کہانیوں کا نام نہیں۔ بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ اور وہی مذہب خدا کا مقبول ہے جس کے ذریعہ سے خدا کی ہستی اور قدرت و اقتدار کے نشانات ظاہر ہوں۔ اگر خدا پہلے زمانوں میں اپنے پیاروں سے بولتا اور کلام کرتا تھا۔ اور ان کی دعائیں سن کر ان کی تکالیف اور مشکلات کو دور کرتا تھا تو اب بھی خدا ایسا کرتا ہے اور احمدیہ جماعت میں سینکڑوں ہزاروں افراد پائے جاتے ہیں۔ جن پر خدا کی طرف سے آکاش بانی نازل ہوتی ہے۔ اور پرماتما ان کے لئے اپنی قدرت کے نشان ظاہر کرتا ہے۔ ان کی مشکلوں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ بلکہ ان کی دعاؤں سے قوموں اور ملکوں کو برکت اور ترقی ملتی ہے۔

آخر میں ہم پھر جناب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے تکلیف اٹھا کر قادیان تشریف لائے۔ اور ہماری دلجوئی اور عزت افزائی فرمائی۔ آپ کی آمد سے امید ہے۔ کہ نہ صرف شہر کی مقامی پبلک پر بلکہ سرکاری ایڈمنسٹریشن پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔ اور اس کے لئے پہلے سے بھی زیادہ ہمارے حقوق کا تحفظ کرنے میں سہولت ہوگی۔

جناب عالی! اس مبارک موقعہ پر ہم آپ کی خدمت میں ایک ایسا تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے دنیوی تحفوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ یعنی قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ۔ امید ہے کہ جناب اس مقدس روحانی تحفہ کو جو روح کو تسکین بخشنے والا ہے قبول کر کے شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ اور اسے مطالعہ فرمائیں گے۔

خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے جملہ مقاصد میں کامیابی بخشے۔

ہم ہیں آپ کے وفادار خدام ممبران جماعت احمدیہ قادیان ۹/۴/۵۹

ہفتہ تحریک جدید

گذشتہ ہفتہ بدر کی مسلسل کئی اشاعتوں میں جماعت کے عہدیداران اور مبلغین سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ۲۵/۳/۵۹ تا ۳۱/۳/۵۹ اپنی اپنی جماعت میں "ہفتہ تحریک جدید" منائیں۔ اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ ابھی بہت تھوڑی جماعتوں کی طرف سے ہفتہ منانے کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ——— لہذا جملہ عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید منانے کی تین وجوہات

کوشش کرو کہ تمہیں خدا مل جائے تمہیں قومی ترقیات حاصل ہوں اور تمہیں اخلاقی برتری میسر آجائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ - فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۹ء بمقام کوئٹہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ ہے۔ جو حضور نے ۲۸ جولائی ۱۹۴۹ء کو پارک ہاؤس کوئٹہ میں عید الفطر کی تقریب سعید پر پڑھا۔ اور جس میں حضور نے نہایت لطیف پیرایہ میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ عید کیوں منائی جاتی ہے اور کیا آج کا مسلمان بھی حقیقی معنوں میں عید منانے کا مستحق ہے یا نہیں (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

عید ایک ایسی چیز ہے

جس کو ساری ہی قومیں مناتی ہیں۔ کوئی اس کا نام تہوار رکھ لیتا ہے کوئی عید کہہ دیتا ہے۔ اور کوئی کرسمس ڈیز (X mas days) کے نام سے اُسے یاد کر لیتا ہے۔ بہرحال دنیا کی کوئی ایسی قوم نہیں۔ جس میں عید نہیں ہر قوم کسی نہ کسی طرح عید مناتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کا جذبہ فطرت انسانی میں رکھا گیا ہے۔ اگر یہ جذبہ فطرت میں نہ رکھا ہوتا تو ہر جگہ اور ہر قوم میں عید کیوں منائی جاتی۔ سینکڑوں اور ہزاروں سال تک بنی نوع انسان آپس میں جدا جدا رہے ہیں۔ امریکہ والے دنیا کے دوسرے لوگوں سے اس وقت تک نہیں مل سکے جب تک کہ کولمبس نے اسے دریافت نہ کر لیا۔ آسٹریلیا والے بھی ایک وقت تک دوسرے لوگوں سے نہ مل سکے۔ مگر باوجود اس کے

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے

کہ ان کے پرانے باشندوں میں بھی عید کی رسم پائی جاتی تھی۔ اسی طرح افریقہ کے پرانے باشندوں میں بھی بعض تہوار پائے جاتے ہیں۔ غرض عید کے موجبات خواہ مختلف ہوں۔ اس کا وجود ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کا تعلق فطرت کے ساتھ ہے۔ اسلام نے بھی سال میں دو عیدیں رکھی ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام عید الفطر ہے اور دوسری کا نام عید الاضحیہ ہے۔ ان کے علاوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کو بھی مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے۔ گویا اسلام دوسری قوموں اور مذاہب سے عید کے لحاظ سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ

عید کہتے کس کو ہیں؟

آخر کوئی وجہ بھی ہے جس کی وجہ سے ہر قوم اور ہر مذہب میں عید رکھی گئی ہے۔ عید اس لئے رکھی گئی ہے کہ انسان اگر ہمیشہ رنج کی طرف ہی دیکھتا رہے۔ تو اس کے قویٰ مضمحل ہو جائیں۔ کبھی کبھی اس کی نظر اپنے اعلیٰ مقاصد اور کامیابیوں کی طرف بھی جانی چاہیئے۔ اگر وہ اپنی کامیابیوں کو یاد کرتا رہے اور اپنے مقاصد کو سامنے رکھے تو اس کا حوصلہ بڑھتا چلا جائے گا اور اس طرح قوم مرنے نہیں پائے گی۔ اگر عید نہ منائی جائے یا عید منائی تو جائے لیکن اس کے موجبات نہ ہوں صرف روایت ہی روایت ہو تو قوم مردہ ہو جاتی ہے۔

اس کی روح مر جاتی ہے

اور تصویر ہی تصویر باقی رہ جاتی ہے۔ مثلاً فاکر دب ہیں ان میں بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں۔ کہ ان کے باپ دادا بادشاہ تھے۔ سانسی قوم میں بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ جوتی نہیں پہنتے۔ ان میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ جب انہیں دوبارہ بادشاہت ملے گی تب وہ جوتی پہنیں گے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ ان قوموں میں کسی زمانہ میں بادشاہت پائی جاتی تھی۔ ہندوستان میں آنے سے پہلے ڈریویڈین

Dravadian

قوم بستی تھی۔ اور ممکن ہے سانسی اسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ لیکن انہوں نے صرف روایت ہی روایت یاد رکھی

عملی طور پر کچھ نہ کیا

اس لئے یہ چیز صرف ایک نقش بن کر رہ گئی۔ آخر بادشاہت آسمان سے نہیں آیا کرتی۔ بلکہ عمل کے نتیجہ میں ملا کرتی ہے مگر ان میں ہمیں کوئی عمل نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی انہوں نے بادشاہت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے کوئی جدوجہد کی ہے جس کی وجہ سے یہ قوم مردہ ہے زندہ نہیں پس کامیابیوں کو یاد رکھنا بے شک مفید ہے۔ بشرطیکہ

موجبات اور محرکات

بھی پائے جاتے ہوں۔ لیکن اگر موجبات اور محرکات نہ پائے جائیں۔ اور ان کے نظر آنے پر خون میں گرمی پیدا نہ ہو۔ اور مردہ رگوں میں زندگی کی ایک لہر نہ دوڑ جائے۔ تو سمجھ لو کہ وہ قوم مردہ ہے۔ زندہ نہیں۔ وہ محض ایک تصویر ہے۔ اس میں حقیقت نہیں پائی جاتی۔

ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری عیدوں کے پیچھے

حقیقی خوشی کی بنیاد

پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہماری عید کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد پائی جاتی ہے تو وہ ہمارے لئے موجب برکات ہے۔ اور اگر اس کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد نہیں پائی جاتی۔ تو پھر ہر عید جو آئے گی ہمیں پہلے سے بھی زیادہ مردہ بنا دے گی۔ کیونکہ جو کام نقل کے طور پر کیا جاتا ہے وہ کرنے والے کے دل پر زنگ لگا دیتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو یا دوست کو دیکھ کر بناوٹی طور پر رونے لگ جائے۔ تو وہ ایک دفعہ تو بناوٹی طور پر روئے گا لیکن دوسری دفعہ باوجود اس کے کہ وہ بناوٹی طور پر رو رہا ہوگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہنے لگ جائیں گے۔ لیکن ایکٹر اور ایکٹرسیں جو روتی ہیں۔ تو ان کے اندر اس سے غم پیدا نہیں ہوتا۔ ان کا رونا بھی مصنوعی ہوتا ہے۔ اور اس کا بھی رونا مصنوعی ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں

یہ فرق ہوتا ہے

کہ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو رونے کی عادت پڑ گئی ہے۔ دوسرے عادت نہیں۔ اس لئے بعض اوقات اگر بناوٹ کے طور پر بھی وہ غم کی حالت کو اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔ تو سچ مچ رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پس اگر عیدیں آئیں اور ان کے موجبات اور محرکات ہمارے اندر گرمی پیدا نہ کریں۔ ہمارے اندر زندگی کی ایک لہر نہ دوڑ جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر عید ہمیں پہلے سے بھی زیادہ مردہ بنا کر چلی جائے گی۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے

کہ عید تین وجوہات کی بنا پر منائی جاتی ہے۔ اوّل انسان کو اس کا محبوب یعنی خدا مل جائے۔ جب اسے خدا مل جائے۔ تو اس کی عید حقیقی معنوں میں عید ہوگی۔ لیکن اگر اسے خدا نہیں ملتا۔ تو پھر عید کیسی درحقیقت اگر

اسلام کے شروع زمانہ میں

عید تھی تو صرف مسلمانوں کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ عیسائیت بھی خدا تعالیٰ کی قائل تھی۔ ہندو بھی خدا تعالیٰ کے قائل تھے مگر کوئی ایسا گروہ نہیں پایا جاتا تھا جو یہ کہتا ہو کہ

ہمیں خدا مل گیا ہے

اگر کوئی جماعت تھی۔ جو اس بات کی دعویدار تھی کہ ہمیں خدا مل گیا ہے۔ تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ تھے۔ پس جس شخص کو اس کا محبوب مل جائے اس کی عید بن جاتی ہے۔ غالب کہتا ہے اصل خوشی اسی شخص کی ہے جس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہو۔ اور اس سے باتیں کی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی کہ آپ اپنی نوٹ بک میں مختلف نوٹ لکھ دیتے تھے۔ اور بعد میں جب موقعہ ملتا انہیں مضمون کی صورت میں بدل دیتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا۔ میں ایسے نوٹوں کی تلاش میں رہتا جو کسی کتاب یا اخبار میں چھپے نہ ہوں۔ اور اگر کوئی غیر مطبوعہ نوٹ مل جاتا تو اسے تشحیذ الاذہان میں شائع کر دیتا۔ ایک دن میں آپ کی نوٹ بک سے کوئی

غیر مطبوعہ نوٹ

تلاش کر رہا تھا کہ میں نے ایک جگہ یہ لکھا ہوا پایا کہ دنیا مجھے ڈراتی ہے۔ دشمن مجھے دھمکیاں دیتا ہے وہ مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے لیکن مجھے حیرت ہے کہ وہ کس طرح سمجھتا ہے کہ اپنے منصوبوں میں وہ کامیاب ہو جائے گا۔ آخر کسی میں ڈر تب کا مادہ ہو۔ تو وہ ڈرتا ہے لیکن میں تو جب تکیہ پر سر رکھتا ہوں خدا تعالیٰ میرے پاس آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں تو کیا مخلوق سے میں ڈر جاؤں گا۔ پس جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہوتا ہے کسی اور شخص میں یہ طاقت ہی نہیں ہوتی کہ اسے نقصان پہنچا سکے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال

ہمارے سامنے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر غار ثور میں جا چھپے۔ دشمن کھوجیوں کو ہمراہ لے کر آپ کی تلاش میں اس غار پر جا پہنچا۔ غار ثور

جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے کوئی چھوٹی سی غار نہیں بلکہ ڈیڑھ گز لمبی اور اتنی ہی چوڑی جگہ ہے۔ اس میں چوبیس پچیس آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اتنی بڑی جگہ میں چھپا نکال لانا کون سا مشکل تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ اس غار کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ غار کے منہ پر آکر کھوجیوں نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زمین پر موجود ہے تو پھر اسی غار میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضؓ اس وقت گھبرا گئے اور آپ نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ دشمن آپ کو دیکھ لے۔ اور دکھ پہنچائے۔ اور آپ کا رنگ فق ہوگیا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے فرمایا۔ لاتحزن ان اللہ معنا۔ ابوبکرؓ تم گھبراتے کیوں ہو۔ خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ ایسے موقعہ پر

آپؐ کا یہ یقین اور وثوق

اس بات کا ثبوت تھا کہ خدا تعالےٰ آپؐ کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ۱۹۰۲ء میں مخالفین کی طرف سے ایک کیس چلایا گیا۔ اور جس مجسٹریٹ کے سامنے یہ کیس پیش تھا وہ آریہ تھا۔ اسے لاہور بلا کر آریہ لیڈروں نے قسم دلائی کہ اس مقدمہ میں مرزا صاحب سے پنڈت لیکھرام کا بدلہ ضرور لینا ہے۔ اور اس نے اپنے لیڈروں کے سامنے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کو رپورٹ پہنچی۔ کہ اس اس طرح مجسٹریٹ کو لاہور بلا کر قسم کھلائی گئی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف رکھتے تھے خواجہ کمال الدین صاحب نے آپ سے کہا کہ کسی نہ کسی طرح اس مقدمہ میں صلح کر لی جائے۔ کیونکہ یہ پکی بات ہے کہ مجسٹریٹ کو لاہور بلا کر اس سے یہ وعدہ لیا گیا ہے۔ کہ وہ ضرور سزا دے۔ اور اس نے سزا دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کی یہ عادت تھی کہ وہ بات لمبی کرتے تھے۔ انہوں نے کہا حضور مجسٹریٹ ضرور قید کر دے گا۔ اور سزا دے گا۔ بہتر ہے کہ فریق ثانی سے صلح کر لی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنیوں پر سہارا لے کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ خواجہ صاحب خدا تعالےٰ کے شیر پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان بات ہے

میں خدا تعالےٰ کا شیر ہوں

وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو مجسٹریٹوں میں سے جو اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر تھے ایک کا لڑکا پاگل ہوگیا۔ اس کی بیوی نے اسے لکھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ کا مامور تو نہیں مانتی تھی۔ کہ تم نے ایک مسلمان فقیر کی ہتک کی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ایک لڑکا پاگل ہوگیا ہے۔ اب دوسرے کے لئے ہوشیار ہو جاؤ۔ وہ تعلیم یافتہ تھا۔ اور ایسی باتوں پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اس نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا دوسرا لڑکا دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ وہ دریائے راوی پر گیا وہاں نہا رہا تھا۔ کہ مگرمچھ نے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ اس طرح وہ بھی ختم ہوگیا۔ وہ مجسٹریٹ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر تنگ کیا کرتا تھا کہ

مقدمہ کے دوران میں

سارا وقت آپ کو کھڑا رکھتا۔ اگر پانی کی ضرورت محسوس ہوتی تو پینے کی اجازت نہ دیتا۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب نے پانی پینے کی اجازت بھی مانگی مگر اس نے اجازت نہ دی بعد میں اس کی یہ حالت ہوئی کہ اس نے خود مجھ سے دعا کے لئے درخواست کی۔ میری عمر اس وقت کوئی بیس بائیس سال کی ہوگی۔ میں کہیں جانے کے لئے اسٹیشن پر کھڑا تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور ایک گھنٹہ میرے پاس کھڑا رہا۔ اور اس نے درخواست کی کہ میرے لئے درخواست کریں۔ کہ کسی طرح یہ عذاب مجھ سے دور ہو جائے۔ دوسرے مجسٹریٹ نے بظاہر آپ کو مقدمہ میں کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ لیکن آخر میں آپ کو جرمانہ کی سزا دے دی۔ وہ بھی ذلیل و خوار ہوا اور ملازمت سے الگ کر دیا گیا۔

یہ چیزیں بتاتی ہیں

کہ جو خدا تعالےٰ کا ہو جاتا ہے اگر دشمن اس پر کوئی مصیبت لانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو وہ عارضی ہوتی ہے۔ غرض ایک عید اس شخص کی ہوتی ہے جسے اس کا محبوب یعنی خدا تعالےٰ مل جائے۔ اور یہ وہ حقیقی عید تھی جو صحابہؓ کو حاصل تھی۔ اسی طرح یہ عید خلفائے راشدین کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک چلی گئی۔ لیکن پھر ایک ایسا زمانہ آیا۔ کہ خدا تعالےٰ کا ملنا تو الگ رہا۔ مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ خدا تعالےٰ مل ہی نہیں سکتا۔ اور وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا۔ اور ان کی ہر کام میں مدد اور نصرت کرتا ہے۔ مجھے اپنی ذات کا تجربہ ہے مجھے ایک دفعہ کوئی تکلیف پہنچی اس وقت میں نے اپنی دعا میں زور پیدا کرنے کے لئے یہ ارادہ کیا کہ جب تک میری وہ تکلیف دور نہ ہوگی میں زمین پر سویا کروں گا۔

ہمارے صوفیاء میں یہ چیز پائی جاتی ہے

اسی طرح عیسائیوں میں بھی یہ چیز پائی جاتی تھی کہ کسی طرح اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر خدا کے رحم کو کھینچا جائے بہرحال میں نے ارادہ کیا کہ جب تک میری وہ تکلیف دور نہ ہوگی میں زمین پر سویا کروں گا۔ جب پہلے دن میں زمین پر سویا تو میری آنکھ ابھی لگی ہی تھی۔ کہ خدا تعالےٰ کی ایک صفت انسان کی شکل میں متشکل ہو کر میرے سامنے آگئی اس کے ہاتھ میں تازہ ملائم اور نرم نرم چھپٹر چھڑی تھی۔ اور جس طرح کوئی بنادٹی عنقہ سے بچہ کی شکل بناتا ہے ویسی ہی شکل بنا کر اس نے چھڑی اٹھائی۔ اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ محمود چارپائی پر سوتا ہے یا نہیں مجھے یاد نہیں کہ وہ چھڑی مجھے لگی یا نہیں۔ لیکن میں نے اسی وقت چارپائی پر کود جانے کی کوشش کی۔ اور

جب میری آنکھ کھلی

میں چارپائی پر تھا۔ غرض اب بھی خدا تعالےٰ اپنے نیک بندوں سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اسے اس بات سے بھی تکلیف ہوتی ہے کہ کیوں اس کے بندے نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا۔ اور کیوں اس نے یہ خیال کہ جب تک وہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہیں ڈالے گا۔ میں اس کی بات نہیں مانوں گا۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد میری طبیعت پر جو بوجھ تھا۔ وہ ختم ہوگیا۔ اور جو تکلیف تھی وہ بھی کچھ مدت کے بعد دور ہوگئی۔ لیکن جب تک وہ تکلیف قائم رہی اس نے میری طبیعت پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ جب خدا تعالےٰ نے یہ پسند نہیں کیا کہ میں زمین پر سوؤں۔ اور اپنی بات منوانے کے لئے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالوں تو وہ آئندہ بھی یہ کس طرح پسند کرے گا کہ مجھے کوئی تکلیف پہنچے۔ بہرحال ان وجوہات میں سے جن کی وجہ سے صحابہؓ عید منایا کرتے تھے۔ ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ انہیں ان کا محبوب یعنی خدا تعالےٰ مل گیا تھا۔

عید منانے کی دوسری وجہ

جو قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ فردی ترقی کے علاوہ قومی ترقیات بھی اس قدر مل رہی ہوں کہ جدھر بھی قوم منہ کرے کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومیں صحابہؓ نے اتنی فتوحات حاصل کیں۔ کہ جدھر بھی منہ کرتے تھے فتح و نصرت ان کے ساتھ رہتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا وہ جنات ہیں۔ جدھر منہ کرتے ہیں دنیا کو مطیع بناتے جاتے ہیں۔ پہلی چیز روحانی اور فردی تھی اور یہ مادی اور قومی تھی۔ جس کی وجہ سے صحابہؓ عید منانے کے مستحق تھے۔

تیسری وجہ

عید منانے کی یہ ہوتی تھی کہ قومی اخلاق اس قدر بلند ہوں۔ کہ لوگ کسی پر ظلم نہ کریں۔ اور ہر شخص یہ سمجھے کہ اس کے حقوق محفوظ ہیں۔ صحابہؓ اخلاقی لحاظ سے اتنے کمال پر تھے کہ اس زمانہ میں ہر شخص کے حقوق محفوظ تھے۔ اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے لیکن آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایک پیسہ پر بڑا بڑا جھگڑا ہو جاتا ہے۔

میں ایک دفعہ بمبئی گیا

میرے ساتھ مستورات بھی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ ہمارے علاقہ میں فلاں چیز نہیں ملتی وہ یہاں سے خرید لیں۔ میں ایک بہت بڑی دکان پر گیا۔ اور دکاندار سے اس چیز کی قیمت دریافت کی۔ دکاندار نے اس کا نرخ بتایا۔ اور کہا ہمارے ہاں صرف ایک بات کی جاتی ہے بھاؤ کم نہیں ہوگا۔ اور ساتھ ہی اس نے مجھے کہا۔ ذرا ٹھہریئے۔ وہ کسی اور شخص سے بات کر رہا تھا۔ دکاندار اور خریدار دونوں میں بحث شروع ہوگئی۔ ایک سُو روپے کا بل تھا اور گاہک نوے روپے دینا چاہتا تھا۔ اور دکاندار مانتا نہیں تھا۔ آخر اس شخص کے سیکرٹری نے سو روپے کا نوٹ دکاندار کے آگے رکھا اور اپنے ساتھی کو کہا۔ چلئے سیٹھ صاحب! اور وہ چلے گئے۔ میں نے دکاندار سے کہا۔ کیوں صاحب کیا یہاں ایک ہی قیمت ہوتی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ آپ نے دیکھ ہی لیا ہے آدھ گھنٹہ اس نے میرا ضائع کیا اور آدھ گھنٹہ اپنا ضائع کیا۔ آپ جانتے ہیں۔ یہ کون ہے میں نے کہا۔ نہیں۔ میں تو اسے نہیں جانتا۔ اس نے کہا یہ شخص کپڑے کے ایک بہت بڑے گروپ کا مالک ہے۔ اگر یہ اپنے کارخانہ میں بیٹھا ہوتا۔ تو اتنی دیر میں وہ لاکھ روپیہ کما لیتا لیکن اس کو

جھگڑا کرنے کی عادت ہے

اس کے مقابلہ میں میں تو ایک غریب آدمی ہوں۔ لیکن وہ اتنا امیر ہے کہ اس کی ماں بوتھ پر جانے سے پہلے پانچ سو روپیہ دان کرتی ہے۔ گویا ماہوار پندرہ ہزار روپے کا دان کرتی ہے۔ لیکن باوجود اتنا امیر ہونے کے چند روپوں کے لئے وہ مجھ سے جھگڑتا رہا اور آدھ گھنٹہ میرا بھی ضائع کیا۔ اور اپنا بھی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ لیکن اُس وقت

صحابہؓ کی یہ حالت تھی

کہ ایک صحابیؓ کے پاس ایک بدوی آیا اور اس نے فروخت کرنے کے لئے اپنا گھوڑا پیش کیا۔ انہوں نے بدوی سے گھوڑے کی قیمت دریافت کی اس نے ایک ہزار دینار بتائی۔ اس صحابیؓ نے کہا۔ میں گھوڑا تو خریدتا ہوں۔ لیکن یہ قیمت ٹھیک نہیں۔ یہ گھوڑا دو ہزار دینار کا ہے۔ وہ بدوی تو یہاں تک قیمت

بستر ہا تھا۔ اور اپنی جگہ پر ٹھیک بتا رہا تھا لیکن یہ صحابی رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ شہر میں آکر کسی چیز کی قیمت کتنی بڑھ جاتی ہے لیکن بدوی ایک ہزار دینار سے زیادہ قیمت لینے پر راضی نہ تھا۔ اور کہتا تھا۔ میں حرام کیوں کھاؤں۔ اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ دو ہزار دینار سے کم قیمت دینے پر راضی نہ تھے۔ اور کہتے تھے۔ میں حرام کیوں کھاؤں جہاں یہ اخلاق ہوں۔ وہاں دوسروں کے حقوق مارے ہی کس طرح جا سکتے ہیں۔ اگر کسی قوم کے

اخلاق اس درجہ تک پہنچ جائیں

تو اس میں مزدوروں وغیرہ کے جھگڑے کیوں ہوں۔ اور ظلم کی آواز کیوں بلند ہو۔ بہر حال یہ تیسری وجہ تھی جس کی وجہ سے صحابہؓ عید منانے کے حق دار تھے۔ اور ان کی عید حقیقی عید تھی۔ اور اس وقت کے ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں بھی یہ نظارے اس قدر نظر آتے ہیں کہ حیرت آتی ہے

یزید کتنا ظالم تھا

اور اس کے بدکردار اور ظالم ہونے میں شبہ ہی کیا ہے۔ لیکن اس کا بیٹا جس کو غلطی سے لوگ گالیاں دیتے ہیں اور جس کو یزید ابن یزید کہہ کر پکارتے ہیں ایک نہایت ہی نیک انسان تھا۔ اور اس کا یہ حال تھا کہ جب اس کا باپ مرگیا اور وہ اس کی جگہ بادشاہ بنایا گیا۔ تو بیعت لینے سے پہلے اس نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا بادشاہت تلوار کے زور سے ہمارے خاندان میں نہیں آئی بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے خاندان کو عطا ہوئی ہے۔ اور یہ مسلمانوں کا حق ہے۔ میرے باپ دادوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے وہ اس کے مستحق ہوتے اس وقت ایسے لوگ موجود ہیں جن کے باپ میرے باپ سے اور وہ مجھ سے یقیناً اچھے ہیں۔ اور ضروری ہے کہ یہ بادشاہت انہی کو ملے۔ میں اس بادشاہت کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جس کو تم چاہو۔ بادشاہ بنا لو۔ اور اتنی بات کہہ کر وہ گھر چلا گیا۔ جب اس کی ماں کو پتہ لگا کہ وہ بادشاہت چھوڑ کر آگیا ہے۔ تو اس نے کہا۔ کم بخت تو نے خاندان کی ناک کاٹ دی۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا۔ ماں آپ کو معلوم نہیں میں نے خاندان کی ناک کاٹی نہیں۔ بلکہ آج اس کی ناک رکھ لی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اور اسی دکھ میں بیس دن کے بعد مرگیا۔

یہ وہ شخص ہے

جس کے حالات زندگی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان اس کی نیکی سے ناواقف ہیں۔ اسی طرح ایک اور مسلمان بادشاہ ملک ارسلان کے متعلق بھی ایک واقعہ مشہور ہے۔ گبن جیسا متعصب عیسائی مؤرخ اپنی کتاب ڈی کلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر (Decline and fall of Roman Empire) میں لکھتا ہے کہ ملک کے باپ کے فوت ہوجانے کے بعد سلطنت کے تین دعویدار کھڑے ہوگئے ان میں سے ایک تو خود ملک تھا۔ دوسرا اس کا چھوٹا بھائی اور تیسرا اس کا چچا تینوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ گبن لکھتا ہے کہ ایک دن علامہ طوسی نے جو ملک کے وزیر اعظم اور استاد بھی تھے۔ کہا۔ بادشاہ سلامت چلیئے۔ ہم حضرت موسیٰ رضا کی قبر پر دعا کر آئیں۔ ملک راضی ہو گئے۔ اور وہ دونوں

موسیٰ رضا کی قبر

پر جاکر دعا مانگنے لگے۔ جب وہ دعا مانگ چکے تو ملک نے علامہ طوسی سے کہا۔ آپ نے کیا دعا مانگی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے تو یہ دعا مانگی ہے کہ اے خدا! کل کی لڑائی میں میرے بادشاہ کو فتح نصیب کر۔ اور اس کے دشمنوں کو ناکام کر۔ ملک نے کہا۔ مگر میں نے تو یہ دعا نہیں مانگی۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں نے کیا دعا مانگی ہے۔ علامہ طوسی نے کہا بادشاہ سلامت آپ خود ہی بتا دیجئے میرا تو ذہن اس طرف نہیں جاتا۔ ملک نے کہا میں نے تو یہ دعا مانگی ہے کہ اے میرے خدا یہ بادشاہت مسلمانوں کا حق ہے میرا ذاتی حق نہیں جو مجھے ورثہ میں مل سکے۔ میں انسان ہوں مستقبل کے حالات کا مجھے علم نہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ

میری زندگی اسلام کے لئے مفید ہے

یا نہیں یہ علم تجھی کو ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میری بادشاہت مسلمانوں کے لئے مضر ہو۔ اس لئے میں آج تجھے اس بزرگ کا واسطہ دے کر جو تجھے پیارا تھا یہ دعا کرتا ہوں کہ اگر میرا وجود اسلام اور تیری مخلوق کے لئے اچھا نہیں تو کل کی لڑائی میں تو مجھے فتح نہ دے بلکہ مجھے موت دیدے تا حق دار کو اس کا حق مل جائے۔ گبن لکھتا ہے کہ ساری دنیا کی تاریخوں کو پڑھ جاؤ تم عیسائیت کے بڑے بڑے بادشاہوں پر نظر دوڑاؤ تمہیں اس اٹھارہ سالہ کافر بادشاہ جیسی کوئی ایک مثال بھی نہیں مل سکے گی۔ یہ چیز ان لوگوں کی عید کا موجب تھی۔ جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جن کو خدا مل گیا ہو جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جنہوں نے نہ صرف انفرادی اور روحانی ترقیات بھی حاصل کی ہوں بلکہ قومی ترقیات بھی حاصل کی ہوں اور جس طرف وہ منہ کرتے ہوں کامیابیاں اور فتوحات ان کے قدم چومتی ہوں جس قوم میں ایسے عمدہ اخلاق پائے جاتے ہوں کہ ان کے زمانہ میں کسی کو اپنا حق مارے جانے کا خیال بھی پیدا نہ ہو وہ قوم مستحق ہے حقیقی عید منانے کی وہ قوم مستحق ہے حقیقی خوشیاں منانے کی۔ کیا دنیا میں اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے عید مناتے تھے کہ آپؐ کا محبوب یعنی

خدا تعالیٰ

آپ کو مل گیا۔ اور مسلمان اس لئے عید مناتے تھے کہ ان کے آقا کی جائیداد انہیں مل گئی اور اس کی حکومت دنیا میں قائم ہوگئی۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ آج ایک مسلمان کیوں عید مناتا ہے؟ کیا وہ اس لئے عید مناتا ہے کہ اس کے باپ دادا کی جائیداد ایک ایک کرکے اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے۔ کہ اس کی اپنی روحانی جائیداد ایک ایک کرکے اس کے ہاتھ سے نکل گئی کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ عدل و انصاف اس میں باقی نہیں رہا۔ آخر وہ کون سی چیز ہے جس پر خوش ہوکر عید مناتا ہے کیا وہ نئے کپڑے بدلنے یا طرح طرح کے کھانے کھانے پر خوش ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عید پہلے زمانہ میں انعام تھی۔ لیکن اب تازیانہ ہے۔ اور ہر عید جو آتی ہے وہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ لوگو تم عید کیوں منا رہے ہو۔ ہم بے شک ظاہر میں عید مناتے ہیں۔ لیکن اس کے موجبات اور محرکات ہم میں موجود نہیں۔ ہر مسلمان

موت کے بعد کی زندگی

کا قائل ہے۔ اور خواہ اس کا پورا یقین ہو یا نہ ہو۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ اور وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہوں گے۔ اسے

سوچنا چاہیئے

کہ وہ آپؐ کی خدمت میں کون سا نذرانہ لے کر جائے گا۔ اور کون سا تحفہ آپؐ کی خدمت میں پیش کرے گا۔ آپ اس سے سوال کریں گے۔ کہ میری قوم کی کیا حالت تھی تو کیا وہ یہ جواب دے گا کہ یا رسول اللہ اسے تو دین کا کوئی فکر ہی نہیں۔ اور اگر وہ یہ جواب دے گا۔ تو پھر آپ اس سے پوچھیں گے کہ تم نے اس کے لئے کیا کیا؟ پھر کیا وہ یہ جواب دے گا کہ میں تو اپنے بیوی بچوں کی فکر میں پڑا رہتا تھا۔ مجھے قوم کا کیا پتہ ہے۔ کیا اس کے جواب پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خوش ہوگی؟ اور کیا آپؐ کی نگاہ میں اس کی کوئی عزت ہوگی؟ دنیا میں ہر کام کا ایک درجہ ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ایمان کے تین مدارج ہیں

اول برائی دیکھنے پر اگر اس کی طاقت ہو تو اسکے ذریعہ اصلاح کرنا۔ دوم۔ اگر طاقت سے اصلاح نہیں ہوسکتی۔ تو اس کے خلاف وعظ و نصیحت کرنا۔ سوم۔ اگر اس میں اتنی جرأت بھی نہیں پائی جاتی کہ اس برائی کے خلاف وعظ و نصیحت کرے۔ تو کم از کم دل میں ہی بُرا منائے آخر ہر شخص کو یہ مقدرت نہیں ہوسکتی۔ کہ لاکھوں آدمیوں کو سختی کے ذریعہ کسی بُرائی سے ہٹا سکے یا وعظ و نصیحت کرسکے۔ لیکن اگر وہ دل میں بھی بُرا نہیں مناتا۔ تو پھر اس کے ایمان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

ایک بزرگ کہیں بیٹھے ہوئے تھے

آپ نے دیکھا۔ کہ بادشاہ کا ایک ملازم ہاتھ میں سارنگی لئے بجا رہا ہے۔ انہوں نے اس کی سارنگی چھین لی۔ اور توڑ ڈالی۔ اس نے بادشاہ سے اس بزرگ کی شکایت کی۔ اور کہا آج انہوں نے میری سارنگی توڑ ڈالی ہے۔ کل کسی وزیر کی یا آپ کی وہ ہتک کریں گے۔ بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور اس نے اس بزرگ کو بلا بھیجا۔ اور سارنگی پاس رکھ لی۔ وہ بزرگ دربار میں آئے۔ بادشاہ نے اُن سے کچھ نہ کہا۔ سارنگی ہاتھ میں لی اور بجانے لگ گیا۔ وہ بزرگ سر ڈال کر بیٹھے رہے۔ بادشاہ نے کہا۔ جب کل تم نے میرے ملازم کی سارنگی توڑ دی تھی۔ تو اب کیوں نہیں توڑتے

اس بزرگ نے جواب دیا

بادشاہ سلامت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم کوئی برائی دیکھو اور تمہیں مقدرت حاصل ہو تو اس کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کرو۔ اور اگر اس کی جرأت نہ کرسکو۔ تو زبان سے روکنے کی کوشش کرو۔ اور اگر اتنی بھی جرأت نہ ہو۔ تو کم از کم دل میں بُرا مناؤ۔ بادشاہ سلامت کل میں سختی کے ساتھ ایک برائی کی اصلاح کرسکتا تھا۔ سو میں نے اس ملازم کی سارنگی توڑ دی۔ لیکن آج میں نہ اتنی طاقت رکھتا ہوں کہ اس بُرائی کی اس کے ذریعے اصلاح کروں اور نہ اس کے خلاف وعظ و نصیحت کرنے کی جرأت کرسکتا ہوں۔ لیکن بادشاہ سلامت میں دل میں اسے بُرا منا رہا ہوں۔ غرض ہر فعل کا۔ ایک درجہ ہوتا ہے۔ لیکن کم از کم آخری درجہ تو انسان کو حاصل ہونا چاہیئے۔ میں نے

ایک امریکن شاعرہ کے شعر

پڑھے ہیں۔ اس نے اپنے شعروں میں ایک نہایت ہی لطیف مضمون بیان کیا ہے۔ وہ کہتی ہے۔ مرنے کے بعد جب میں خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گی۔ تو امیر لوگ اپنے

وجواہر جو انہوں نے صدقہ کئے ہوں گے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے۔ اور جن لوگوں نے قومی خدمت کی ہوگی۔ وہ اپنی اس خدمت کو اس کے حضور پیش کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے یہ کیا۔ اس وقت میں پاس کھڑی ہوئی حسرت سے دیکھ رہی ہوں گی۔ نہ میرے پاس دولت تھی جو صدقہ کے طور پر دیتی اور نہ طاقت اور علم تھا کہ اس کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کرتی۔ لیکن میں نے

خدا تعالیٰ کی محبت میں آنسو بہائے ہوں گے

اور وہ اس کے تخت کے پاس پڑے ہوئے ہوں گے۔ اور میں وہی تحفہ اس کے حضور پیش کروں گی۔ اور اسے مخاطب کر کے کہتی ہے کہ وہ کس کے تحفے کو قبول کرے گا۔ وہ میرے ہی آنسوؤں کو قبول کرے گا۔ اسی طرح اگر ایک مسلمان پہلی دو باتوں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتا تو کم از کم وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر کر آنسو تو بہا سکتا ہے۔ اگر مسلمان یہ کام کر سکتے ہیں تو ان کی عید عید ہے۔ ورنہ ان کی عید کوئی عید نہیں۔

آج تبلیغ کا میدان خالی ہے

وہ اگر چاہیں تو تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ آخر ہمارے نوجوان بھی تبلیغ کے لئے باہر جاتے ہیں۔ وہ بھی جا سکتے ہیں بعض جگہوں پر ہمارے نوجوانوں نے جو کام کیا ہے اسے دیکھ کر لطف آتا ہے۔ میرے ایک عزیز جو کہ ان دنوں سنگاپور میں تھے ہم نے سنگاپور میں اپنا مبلغ بھیجا۔ اور اسے کہا۔ جاؤ جس طرح بھی ہو سکے تبلیغ اسلام کرو۔ وہ کہیں تبلیغ کر رہا تھا کہ کسی نے اسے مارا۔ وہ زخمی ہوا اور اتنا زخمی ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد اس کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔ میرے اس عزیز نے بتایا کہ میں اسے اپنے پاس لے گیا۔ اور زخموں کا علاج کر کے واپس کیا۔ میں نے اس سے کہا تم یہاں کیوں آ گئے۔ اور اس قسم کے سلسلہ میں تمہارا کیا کام ہے تو اس نے جواب دیا۔ اگر ہم تبلیغ نہیں کریں گے تو یہ ہوگی کس طرح۔ بہرحال کام کرنے والے کام کرتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے اندر یہی تبلیغ کا جوش پیدا ہو جائے۔ اگر ان کے اندر

قربانی کا صحیح جذبہ پیدا ہو جائے

اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے اسلام کی تعلیم کو صحیح طور پر پیش کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانیوں کو لوگوں کے سامنے لائیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا کا معتدبہ حصہ اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ اور جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے وہ مالی قربانیاں کریں۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم راتوں کو دل کا کس (Wild case) کی طرح رو تو چھوڑا کریں کہ اے اللہ میں کمزور ہوں۔ نہ تیری راہ میں تکلیف اٹھا سکتا ہوں۔ اور نہ مالی قربانیاں پیش کرتا ہوں۔ مجھ میں تو طاقت نہیں تجھ میں سب طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ تو ہی

اسلام کو فتح دے

تو ہی اسلام کو غلبہ عطا کر۔ جو اسے پہلے حاصل تھا۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر کر چند آنسو بھی نہیں بہا سکتے۔ تو ان کی عید بالکل بے معنی عید ہے۔ درحقیقت آج کل کی عید ایک تازیانہ بن کر آئی ہے۔ اور ہم سے کہتی ہے۔ بولو تم کس چیز کی بنا پر عید منا رہے ہو۔ ہم ایک طرف اس بات کے دعویدار ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہیں۔ اور دوسری طرف ہم آپ کی سرداری کو چھنتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہر جگہ آپ کا دین مظلوم ہے مگر ہم بے فکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کس چیز کی عید منا رہے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے جو

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہیئے

اگر واقعہ میں ہم جانی اور مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے سامنے رو رو کر اس کی مدد طلب کرتے ہیں۔ تو واقعی ہماری عید عید ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنکھ اٹھانے کے قابل ہیں۔ ورنہ ہماری عید کچھ بھی نہیں۔ بلکہ ہر عید ہمیں پہلے سے بھی زیادہ سردہ بنا دے گی۔

(الفضل ربوہ ۸ 4/59)

قادیان میں درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا

(بقیہ صفحہ نمبر اول)

میں بعد نماز عشاء اور سحری کے وقت نماز تراویح ادا کی جاتی رہی۔ چنانچہ ہر دو مساجد میں انتیسویں روزہ کی رات کو قرآن مجید کا دور مکمل کر دیا گیا۔ اور مسجد اقصیٰ میں مکرم حافظ صلاح الدین صاحب نے عشاء کی نماز کے بعد جب انتیسویں روزہ کی رات قرآن کریم کا دور مکمل کر لیا تو احباب جماعت کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اجتماعی دعا کرانے کے لئے تشریف لائے۔ نماز تراویح کے بعد پہلے تو صاحبزادہ صاحب نے مختصر طور پر سورت اخلاص کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی۔ اور بتایا کہ دنیا کی ہر چیز ہی کسی سہارے کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ … حتیٰ کہ انسان اپنی پیدائش کے وقت سے لیکر آخری دم تک کسی نہ کسی ساتھی کا محتاج ہے۔ بچپن میں بہن بھائی، ماں باپ اس کے بعد بیوی بچوں اور اولاد کے ساتھ دل بہلاتا اور اپنی زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ اگر کوئی ذات بغیر کسی سہارے کے رہ سکتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اس کو اسلام نے "اللہ" کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور اسی کی جامع تعریف سورت اخلاص میں کی گئی ہے۔ اس طریق پر جب انسان کا احتیاج ثابت ہے تو نیک مومن بندہ پورے اخلاص سے اسی کے آستانہ پر جھک جاتا ہے۔ اور اس سے اپنی تمام ضروریات کے لئے درخواست کرتا ہے۔ یہ سمجھتے ہوئے آپ نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے قادر مطلق خدا کے سامنے اجتماعی رنگ میں اپنی معروضات پیش کریں وہ بڑی صفات کا مالک ہے۔ اسی کے قبضہ قدرت میں دنیا کے تمام تصرفات ہیں اسی کی دی ہوئی توفیق سے ایک آدمی نیک اعمال بجا لا سکتا اور ان میں ترقیات کرتا ہے اور اسی کے فضل سے برے اعمال سے بچ سکتا ہے۔ اس کے بعد موصوف نے قبلہ رو ہو کر دعا شروع کی اور حاضر الوقت احباب بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ دعا کا یہ منظر بھی بڑا عجیب تھا۔ مسجد اقصیٰ کا جنوبی حصہ کی فضا پرسوز دعاؤں، ہچکیوں اور سسکیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ رقت کی وجہ سے ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ صاحبزادہ صاحب نے پہلے قرآنی دعاؤں کو پرسوز آواز میں پڑھنا شروع کیا پھر مسنون دعائیں دہرائیں اس کے بعد اپنی زبان میں دعائیہ کلمات میں حضرت اقدس کی صحت و سلامتی و درازی عمر، اسلام کی ترقی، مبلغین احمدیت کی تائید، درویشان کے اخلاص میں برکت ان کی پریشانیوں اور تکلیفوں کے ازالہ کے لئے دعائیں کے ساتھ مخصوص طور پر قادیان سے متعلق خدائی وعدوں کے پورا ہونے کی دعا کی گئی۔

۲۹ رمضان المبارک کو مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے (جو آخری دس پاروں کا درس دے رہے تھے) پونے چھ بجے بعد نماز عصر تیسویں پارے کا درس مکمل کر لیا۔ تو بیرونجات سے آئے ہوئے دعائیہ اعلانات سنائے گئے۔ محترم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل نے اپنی تقریر میں اسلام و احمدیت کی ترقی۔ حضرت اقدس کی صحت اور درازی عمر اور مبلغین کرام کی نصرت و تائید خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد، درویشان قادیان نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے والے حفاظ، قرآن کریم کا درس دینے والے علماء کرام کے لئے دعا کی تحریک کی۔ بعدہٗ اس موقعہ پر جن دوستوں نے بذریعہ تار دعا کی درخواست کی ان کے لئے بھی دعا کی تحریک کی۔ اللہ تعالیٰ سب کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور ان کی مرادات کو پورا کرے۔ آمین۔ اس کے بعد غروب آفتاب سے کچھ وقت پہلے ایک لمبی پرسوز اجتماعی دعا ہوئی۔

عید الفطر

امسال تیس دن کا رمضان ہونے کی وجہ سے مورخہ ۱۰ اپریل کو عید الفطر منائی گئی۔ عید کی نماز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے باغ کے جنوبی حصہ یعنی شاہ نشین کے پاس ہی ادا کی گئی۔ مستورات کے لئے قناتوں سے مناسب پردہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ آلہ نشر الصوت سے تمام احباب نے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے آسانی سے خطبہ سنا۔ ٹھیک پونے ۹ بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پہلے مسنون طریق پر عید کا دوگانہ پڑھایا بعد میں منبر پر کھڑے ہو کر سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مورخہ ۹؍۴ کو ارشاد فرمودہ خطبہ عید الفطر (جو دوسری جگہ بجنسہ اخبار الفضل سے نقل کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر) کا خلاصہ اپنے الفاظ میں نہایت جامع اور مؤثر طریق پر بیان کیا۔ اور موقع اور محل کے مطابق آپ نے احباب جماعت کو اعمال صالحہ بجا لانے اور رمضان المبارک کے بعد عید الفطر کی مبارک تقریب سے روحانی استفادہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور خطبہ سے فراغت کے بعد اجتماعی دعا کرائی۔

بعدہٗ تمام احباب نے ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہوئے عید مبارک کا ہدیہ پیش کیا۔ اسی طرح سبھی حاضرین نے محترم صاحبزادہ صاحب و محترم امیر صاحب مقامی سے مصافحہ اور معانقہ اور عید مبارک کا تحفہ بھی پیش کیا۔

نماز جمعہ

چونکہ اس دفعہ عید الفطر کی مبارک تقریب جمعہ کے روز واقع ہوئی اس لئے احباب جماعت کو اس دوسری عید منانے کا بھی موقعہ مل گیا چنانچہ جمعہ کے وقت مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے محترم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل نے خطبہ جمعہ میں مختصر طور پر احباب کو رمضان المبارک میں بجا لائے جا رہے نیک اعمال نماز و نوافل پابندی تہجد کا تعہد قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ کو آئندہ کیلئے بھی مستقل طور پر جاری رکھنے کی تلقین کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ احباب جماعت کو ان نیکیوں پر قائم رہنے اور ان میں ترقی کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا۔ محترم شیخ محمد یعقوب صاحب پنیوٹی درویش ڈھاکہ میں اور مکرم حاجی بقا اللہ صاحب بھوپالوی (صحابی) کراچی میں نیز مکرم بابو فقیر علی صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر احمد نگر اور ان کی بہو اور مکرم حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ کی لڑکی اور مکرم عبد الرحمن صاحب بٹالوی (صحابی) بمرض سرطان، مکرم میاں محمد یوسف صاحب (صحابی) نائب امیر جماعت لاہور دل کی بیماری سے اور مکرم ملک عزیز احمد صاحب سیالکوٹ سرطان سے سخت بیمار ہیں۔ احباب سب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

احمدیہ مشن ہالینڈ کی کامیاب تبلیغی مساعی اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت

طلباء مستشرقین اور پریس میں اسلام کے متعلق گہری دلچسپی مشن ہاؤس میں شہزادہ فہد الفیصل اور دیگر معززین کی آمد

رپورٹ بابت ماہ جنوری - فروری ۱۹۵۹ء

(از مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل)

یہ محض اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ اب ایک عرصہ سے ہالینڈ کے پریس مستشرقین علماء کالجوں اور سکولوں کے طلبہ اور دیگر سوسائٹیوں میں اسلام اور احمدیت کے متعلق گہری دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی توجہ اور مخلصین جماعت کی پُر خلوص دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں اسلام کے متعلق جس قدر بھی مضامین رسالوں اور اخبارات میں شائع ہوئے ہیں ان میں سے اکثر نے احمدیت اور مسجد ہیگ کا ذکر کیا۔ ایک کثیر الاشاعت روزنامہ نے چند دن ہوئے تین چار کالم کا مضمون "مشرقی مذہب کا احیاء" کے عنوان سے سپرد قلم کیا ہے۔ اس میں وہ مسجد ہیگ میں نماز کی ادائیگی کے موقعہ پر کی ایک تصویر دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ "یہ تصویر کراچی قاہرہ یا بغداد کی نماز کی نہیں بلکہ مسجد احمدیہ ہیگ کی ہے۔ جہاں یورپین مسلمان بھی نماز میں شامل ہیں" نیز سکولوں کے اساتذہ کے لئے کورس کی ایک اہم کتاب منصۂ شہود پہ آئی۔ اس میں بھی مسجد ہیگ اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض ہائی سکول کے کورس میں شامل اسلامی تاریخ کی کتاب میں قرآن مجید کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے شائع کردہ ڈچ ترجمہ میں سے سورہ فاتحہ کا مع ترجمہ فوٹو دیا گیا ہے۔ یورپین مشنرز کی سالانہ کانفرنس جو ہیگ میں ہوئی کے موقع پر جو کارروائی سرانجام پائی اس کی رپورٹ سارے ہالینڈ کے پریس میں شائع ہوئی۔ بعض جرمن پریس نے خود ٹیلیفون پر خبر معلوم کی اور کہا کہ بھی اس کانفرنس کی پوری معلومات بھجوائی جائیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ خبر جرمن پریس میں بھی شائع ہوئی۔ جس میں کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے مسجد ہیگ کے علاوہ باقی یورپین اور افریقن مشنوں اور مسجدوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ غرض پریس میں اب بفضلہ تعالیٰ کافی ذکر آ رہا ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں بہت سے امید افزا خطوط کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور عیسائی پرچوں کے نمائندہ اشخاص دور دور سے مسجد میں آنے لگے ہیں۔ اور ہمارے شائع کردہ لٹریچر کا مطالعہ کرنے لگے ہیں۔ کیلیفورنیا کے عیسائی چرچوں کی ایک کمیٹی اسلام کے متعلق پوری معلومات رکھتی ہے۔ اس کے ایک ممبر بار بار مسجد میں تشریف لاتے رہے کتابیں لے کر پڑھتے رہے اور نماز جمعہ کے دوران مسجد میں بیٹھے رہے جرمنی کے علاقہ کے ایک پادری جو صرف دو دن کے دورہ پر ہالینڈ آئے تھے وہ بھی مسجد دیکھنے اور طریق کار کو ملاحظہ کرنے تشریف لائے۔ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ گفتگو کے دوران جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ جماعت کے مشنوں میں صرف ایک ایک دو دو آدمی ہی کام کرتے ہیں۔ تو بہت حیران ہوئے۔ ان کی حیرانگی کو دیکھ کر بفضلہ تعالیٰ ایمان کو مزید تازگی نصیب ہوئی کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ تائید و نصرت الٰہی کا کیا ہی معجزانہ تعلق ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور پُر نور کو صحت و تندرستی کے ساتھ دائم و قائم رکھے۔ آمین۔

ذیل میں خاکسار اختصار کے ساتھ مندرجہ بالا مساعی کی تفصیل کا ذکر کرتا ہے جو مشن ہاؤس میں مختلف تقاریب و تقاریر اور جلسوں کے انعقاد۔ دیگر سوسائٹیوں میں لیکچروں اور ان کے اجلاس میں شرکت طلبہ کے وفود سے خطاب اور پریس میں تذکرہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔

مشن ہاؤس میں تقاریب

دسمبر میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے مسجد ہیگ میں تبلیغ کا ایک بابرکت موقع پیدا ہوا۔ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کے لارڈ میئر پرنس فہد الفیصل ہالینڈ کی سیاحت کیلئے تشریف لائے۔ جب ان کا پروگرام سفر مرتب ہوا تو انہوں نے اس میں مسجد ہیگ کی زیارت کو بھی شامل کروا لیا۔ چنانچہ اس ضمن میں ضروری انتظامات انجام دیئے گئے۔ پریس میں قبل از وقت شہزادہ فیصل کی تصویر کے ساتھ اس خبر کو ایک بڑے کالم میں شائع کیا گیا کہ وہ فلاں وقت مسجد ہیگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔

چنانچہ پرنس فہد الفیصل وقت مقررہ پر اپنے عملہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ ہم نے چند احباب جماعت کی معیت میں ان کا استقبال کیا۔ بعد ازاں مکرم جناب حافظ قدرت اللہ صاحب نے عربی زبان میں ایڈریس پڑھا۔ جس میں شہزادہ موصوف کا خیر مقدم کرتے ہوئے جماعت کی مختصر تاریخ بیان کی اور بتلایا کہ یہ چھوٹی سی غریب جماعت کن مشکل حالات میں بھی خدمت اسلام کے مقدس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے نیز جماعت کی طرف سے غیر زبانوں میں شائع کردہ اسلامی لٹریچر اور تراجم قرآن کریم کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ تحفۃً پیش کیا۔ پرنس موصوف معلومات حاصل کر کے جماعت کے کام سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ مشن کی لائبریری کے لئے اگر کچھ کتب کی ضرورت ہو تو میں وطن واپس جا کر ارسال کر سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے سعودی عرب پہنچ کر قریباً ایک سو جلدیں بذریعہ ہوائی جہاز بھجوائیں۔ جو تفسیر طبری۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول۔ صحیح ابن حبان اور دیگر چھوٹی چھوٹی مختلف کتابوں پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرما دے۔

اس موقع پر محترم و مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ بھی باوجود انتہائی مصروفیات کے تشریف لائے ہوئے تھے۔ شہزادہ فہد الفیصل آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور آپ کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے جو آپ نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے سرانجام دیں۔ آپ نے پُرخلوص اور تشکرانہ جذبات کا اظہار کیا۔

پرنس موصوف کی معیت میں ان کے سیکرٹری اور مشیر خاص کے علاوہ جرمن سعودی عرب ایمبیسی کے نمائندہ۔ ڈچ براڈکاسٹ برائے عرب ممالک کے انچارج اور جمہوریہ عرب کی ایمبیسی کا نمائندہ بھی موجود تھے۔ آپ نے قریباً ایک گھنٹہ تک قیام فرمایا۔ اور ڈچ مسلمانوں سے تعارف حاصل کیا۔ اسی دوران میں چائے وغیرہ پیش کی گئی۔ یہاں کی خبر رساں ایجنسی کے نمائندگان بھی موقع پر موجود تھے جنہوں نے اس نظارہ کو فلمایا اور مسجد کے مختلف مناظر کی تصاویر لیں۔ اخبار کے نمائندگان کی طرف سے مسجد کی تصویر کے ساتھ جملہ کارروائی کی خبر شائع ہوئی۔

مورخہ ۸ر جنوری کی صبح کو مسجد میں ایک تقریب نکاح انجام پائی۔ مکرم حافظ صاحب نے مسٹر سرگونو کا نکاح ایک ڈچ عورت کے ساتھ ایک ہزار گلڈر مہر پر پڑھایا۔ اس موقع پر بھی بہت سے نئے اصحاب مسجد میں تشریف لائے جنہیں خطبہ نکاح میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا اور اسلامی معاشرہ میں عورت کی حیثیت پر روشنی ڈالی۔

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جلسہ

مورخہ ۲۰ر جنوری کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے متعلق یوم پیدائش پر مشن ہاؤس میں ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں مکرم انچارج صاحب نے تقریر کرتے ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو واضح طور پر بیان فرمایا اور چیدہ چیدہ حصوں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی نیز حضور ایدہ اللہ کے زمانہ خلافت کے کارہائے نمایاں کو بیان کرتے ہوئے لوگوں کو بتلایا کہ یہ پیشگوئی کس شان کے ساتھ ظہور میں آئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حضور پُر نور ہی کا وجود باجود ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کے کناروں تک اسلام ظلمت کو برشنگاری عطا فرمائی اور ان کے قلوب کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے آفتاب عالم تاب سے روشنی دے کر منور کیا۔ مسز ناصرہ زمرمان نے بھی اس موقع پر ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔

مورخہ ۹ر فروری کو ڈاکٹر وی پر تنگ کا اٹھ بیسواں یوم پیدائش تھا۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کا ذکر ہماری رپورٹوں میں اکثر آتا رہتا ہے آپ اسلام سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور قریباً ہمارے ہر جلسہ میں شریک ہوتے ہیں۔ گفتگو اور بحث کے دوران میں اپنے وسیع مطالعہ کی وجہ سے اسلام کی بہت سی خوبیوں کو علی الاعلان بیان کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اس کی فوقیت اور برتری کو تسلیم کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے سامعین پر اس کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ آپ حلقہ احباب بھی کافی وسیع ہے۔ اچھے ذی علم لوگ آپ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ چنانچہ جماعت کے فیصلہ کے مطابق آپ کا (Birth day) مشن ہاؤس میں منایا گیا۔ اس موقع پر بہت سے ذی علم احباب کو مسجد آنے کا موقع ملا۔ مشہور صوفی مصنف مسٹر ہویاک (Mr. HOYACK) نے صدارتی خطبہ دیا۔ اور ڈاکٹر موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ کی علمی خدمات کو سراہا بعد ازاں جناب ڈاکٹر صاحب نے جواب میں تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ وہ اسلام سے کیونکر متاثر ہوئے۔ چنانچہ منجملہ اور باتوں کے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو آزادی کشش دلکشی میں نے یہاں دیکھی ہے۔ اور کہیں نظر نہیں آئی۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے لوگ دور دور سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حاضرین کی خدمت میں کافی اور مٹھائی پیش کی گئی۔

دیگر تبلیغی مساعی

مورخہ ۲۷ر جنوری کو چار طلبہ کا ایک

کر دوپہر مسجد دیکھنے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے آیا۔ انچارج صاحب محترم نے ان کے سامنے اسلامی تعلیمات و عقائد پر ایک عام معنگ کا لیکچر دیا۔ اور مطلوبہ معلومات بہم پہنچانے کے علاوہ دیگر سوالات کے جوابات دیئے۔

مورخہ ۱۰ر فروری کو پندرہ طالب علموں پر مشتمل ایک دوسرا وفد مسجد پہنچا۔ مکرم حافظ نے ان کے سامنے بھی اسلام کے جملہ پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ بیان فرمایا اور اسلام اور دیگر مذاہب کی تعلیمات میں فرق واضح کیا۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ جس کے بعد کافی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اور لٹریچر تقسیم کیا۔

ورلڈ کانگریس آف فیتھس کا مشن ہاؤس میں جلسہ

مورخہ ۱۴ر فروری کو ورلڈ کانگریس آف فیتھ کی طرف سے مشن ہاؤس میں وسیع پیمانہ پر ایک بڑے جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت کے فرائض کانگریس کے صدر جناب ڈاکٹر واؤڈ (Dr. Woude) نے سرانجام دیئے اس تنظیم کے دیگر عہدہ دار بھی ہیگ۔ ایمسٹرڈم۔ اور ڈم اور گرد و نواح سے شمولیت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ لوگ بفضلہ تعالیٰ کثرت سے آئے۔ میٹنگ ہال بھر جانے کے بعد انٹرنس ہال میں بھی جگہ تنگ ہو گئی۔ متعدد نئے لوگوں کو مسجد دیکھنے لٹریچر پڑھنے اور باتیں سننے کا موقع میسر آیا۔ جلسہ کی کارروائی آٹھ بجے شام شروع ہوئی جناب ڈاکٹر واؤڈ صاحب نے مختصر سے صدارتی خطاب کے بعد مکرم جناب حافظ قدرت اللہ صاحب انچارج ہالینڈ مشن کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ اپنے خیالات سے حاضرین کرام کو آگاہ فرما دیں۔ چنانچہ آپ نے نصف گھنٹہ تک تصوف اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ جو لوگوں کے لئے کافی دلچسپی کا باعث ہوئی۔ سوالات و جوابات کے بعد وقفہ تھا۔ لوگوں نے میز پر رکھے ہوئے ہمارے لٹریچر کو دیکھا اور خریدا گیا۔

وقفہ کے بعد جناب ڈاکٹر بیلمہ (Dr. Mellema) جو ایمسٹرڈم کے ٹراپیکل میوزیم میں اسلامک ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں نے میجک لنٹرن کے ذریعہ حج کے موقع پر لی ہوئی تصاویر دکھائیں۔ اجلاس میں ہیگ کے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار (HAAG SCHE COURANT) کا نمائندہ بھی موجود تھا۔ کارروائی کی جملہ رپورٹ مذکورہ اخبار میں شائع ہوئی۔

ہفتہ وار اسلام کے لئے کلاسوں کا اجراء

اس موسم سرما میں ہم نے جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے اور دیگر دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی خاطر تاریخ اسلام تعلیمات اور

عبادات پر سلسلہ وار تقاریر یا اسباق کا انتظام کیا۔ انفرادی دعوت ناموں کے علاوہ اخبار میں بھی اعلان دیا گیا۔ کہ دلچسپی رکھنے والے معمولی فیس کی ادائیگی کے بعد شامل درس ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ پہلا لیکچر مکرم جناب انچارج صاحب نے مورخہ ۲۰ر فروری کو دیا۔ جو تاریخ اسلام پر تھا۔ بفضلہ تعالیٰ حاضری کافی تھی۔ تقریر کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں کافی وغیرہ پیش کی گئی۔ اس طرح ہمیں ان لوگوں تک پہنچنے کا موقع ملا جو اسلام کا مطالعہ سنجیدگی کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ اب تک تین کامیاب لیکچر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس سے لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ دو ڈچ باشندوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ہمارے باقی لیکچروں کی کامیابی کے لئے بھی دعا فرماویں۔

نماز جمعہ میں باقاعدگی

عرصہ زیر رپورٹ میں بفضلہ تعالیٰ نماز جمعہ کا باقاعدگی سے اہتمام رہا۔ جماعت کے علاوہ بعض اوقات مصر، ایران، ڈچ گی آنا اور پاکستان کے افراد بھی شرکت کرتے رہے کئی دفعہ غیر مسلم حضرات بھی نماز جمعہ کے موقع پر مسجد میں تشریف فرما رہے۔ خطبات جمعہ اکثر اوقات مکرم جناب انچارج صاحب ہی پڑھتے رہے اور آپ نے موجودہ حالات کے مطابق جماعت کو اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ آج کل لوگوں کے اندر جو ملحدانہ خیالات اور دہریت کا رنگ پھیلتا جا رہا ہے وہ انسانی جسم و روح دونوں کے لئے خطرناک اور مضر ہے اس سے نہ صرف یہ کہ دنیا میں بدامنی اور بے اطمینانی جنم لیتی ہے بلکہ اخلاقیات کا بھی سرے سے خاتمہ ہی ہو جاتا ہے جن پر انسانی زندگی کی بنیاد ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ توبہ و استغفار میں لگے رہیں اور ان مادیت کے گڑھے میں گرنے والی بے نور آنکھوں کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا رہیں کہ وہ خود ہی انہیں اپنے فضل سے روشنی عطا فرما دے تا وہ اپنے خالق و مالک کو پہچانیں اور اس کے احسان فراموش نہ ہوں۔

مکرم جناب انچارج صاحب کی مشن کے کاموں میں مصروفیت کے وقت اور آپ کے تبلیغی دوروں پر جانے کے دوران خاکسار کاموں کو سرانجام دیتا رہا۔ زائرین کرام سے گفتگو اور ٹیلیفون پر استفسارات کے جوابات دینے کے علاوہ متعدد دفعہ خطبات جمعہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر خاکسار نے تعلق باللہ۔ دعا کے طریق۔ قبولیت دعا۔ آیات قرآنیہ کی تشریح الہام اور معجزات الٰہی جیسے موضوعات پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں حسب استطاعت خیالات کا اظہار کیا۔

مالی سال کا آخر

عہدیداران اور احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے جس میں اب صرف دو ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔

جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات اور اس کے مقابل پر جماعتوں کی طرف سے عرصہ گیارہ ماہ میں جو وصولی ہوئی ہے۔ اس کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں۔ جن کی وصولی لازمی چندہ جات بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے وصولی برائے نام ہوئی ہے۔ اور کچھ جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ جن کے ذمہ گذشتہ سالوں کی معقول رقم قابل ادا چلی آ رہی ہے۔

دوران سال میں عہدیداران مال کو ہر ماہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ۔ وصولی۔ بقایا کی پوزیشن سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے۔ اور دیگر تحریکات کے ذریعہ بھی متواتر توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ اخراجات کی بنیاد جماعتوں کی طرف سے متوقع چندہ جات کی آمد پر رکھی جاتی ہے اور سلسلہ کی ضروریات کے ماتحت قرض لے کر بھی کام جاری رکھنا پڑتا ہے۔ اس امید پر کہ آخر مالی سال تک جماعتیں اپنے ذمہ کے واجبات ادا کر دیں گی۔ لیکن جو جماعتیں اپنے مالی فرض کو سو فی صدی ادا کرنے سے کوتاہی اختیار کرتی ہیں۔ ان کی وجہ سے جو غیر معمولی زیر باری اور مالی مشکلات کی صورت پیش آتی ہے۔ اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں ہے۔ بخصوصاً تقسیم ملک کے بعد ہمارے ذرائع آمد محدود ہو جانے کے باعث مرکز قادیان جس دور میں سے گذر رہا ہے۔ اس میں احباب جماعت کی اپنے مالی فرائض سے معمولی عدم توجہ بھی غیر معمولی اور ناقابل تلافی نقصان اور مشکلات کا باعث بن سکتی ہے

پس سلسلہ کی ضروریات اور حالات اس بات کے مقتضی ہیں۔ کہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ احباب پوری فکر مندی کے ساتھ اپنے مالی فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

"جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جواب دہ ہے۔ اور جس قدر رکمی رہتی ہے وہ اس کے نام لکھا یا ہے۔"

جملہ امراء۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال اور مبلغین صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ موجودہ مالی سال کے بقیہ ایام میں وہ اپنی اپنی جماعت کے بقایا دار احباب سے سو فیصدی وصولی کے لئے خاص کوشش اور جد و جہد فرمائیں۔ تاکہ اس عرصہ میں زیادہ سے زیادہ وصولی ہو کر گذشتہ سستی و کوتاہی کا ازالہ ہو سکے۔

نیز جماعتوں میں وصول شدہ چندہ جو ابھی مرکز نہ بھجوایا گیا ہو۔ اور جو بھی رقم اب وصول ہو۔ بلا تاخیر ۲۸ر اپریل تک روانہ کر دی جائے تاکہ موجودہ مالی سال کی آمد اسی مالی سال میں محسوب ہو سکے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت کے ہر فرد کو اپنے فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان راہوں پر چلنے کی سعادت بخشے جو اس کی نظریں محبوب ہوں۔ آمین

(ناظر بیت المال قادیان)

چندہ نشر و اشاعت اور احباب جماعت کا تعاون

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نشر و اشاعت کے لئے امسال ۵۰۰۰/- روپیہ کا بجٹ مشروط بہ آمد رکھا تھا۔ اسمیں اس وقت تک مبلغ ۴۰۰۰/- روپیہ وصول ہو چکا ہے۔

جہاں تک احباب جماعت کے تعاون کا سوال ہے نظارت ہذا کو اس بات کا اقرار ہے کہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت کا نشر و اشاعت کے لئے مبلغ ۴۰۰۰/- روپیہ طوعی طور پر جمع کر دینا احباب کے صدق دل سے تعاون اور اخلاص پر دلالت کرتا ہے اور نظارت ہذا اس کے لئے مشکور رہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

لیکن ابھی اس بات کی گنجائش ہے کہ اس تعاون اور اخلاص کو مزید ابھارا جائے اور احباب کو توجہ دلائی جائے کیونکہ ابھی اس مد میں مبلغ ۱۰۰۰/- روپیہ کی کمی ہے جس کو احباب جماعت اپنے تعاون سے پورا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا احباب کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے احباب خاص طور پر چندہ نشر و اشاعت کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں۔ تاکہ یہ ۱۰۰۰/- روپیہ کی کمی پوری ہو جائے۔ اور جو بقایا ادا ہیں ان کی ادائیگی ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ اور اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے آمین۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

صلبی بیٹے محمود کی بجائے پسر خامس یا کوئی پوتا مصلح موعود نہیں ہوسکتا

لاہوری "اہل الرائے" حضرات کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ!

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

(۳)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پانچویں لڑکے یا کسی پوتے کو مصلح موعود قرار دینے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس کی تعریف میں "غلام حلیم" کے الفاظ آئے ہیں۔ اور دوسری طرف یہی صفت مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔ اس سے وہ یہ نتیجہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پانچواں لڑکا یا آئندہ ہونے والا کوئی پوتا ہی مصلح موعود ہے۔ کوئی صلبی و حقیقی بیٹا مصلح موعود نہیں خلاف واقعہ چونکہ ان کے نزدیک پانچواں لڑکا یا قائم مقام مبارک انکے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا نہیں ہوا۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ وہ آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہوگا۔ جو حلیم ہوگا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کی بیان کردہ یہ وجہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ صرف اشتراک صفات ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام لڑکے جن صفات کے مالک قرار دیئے گئے ہیں وہ مصلح موعود کی صفات کا پرتو ہیں مصلح موعود ان جملہ صفات کا جامع ہے۔ "وہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کا مصداق ہے۔ دیگر لڑکے اسکی صرف بعض بعض صفات کے حامل ہیں۔ ان کا مصلح موعود کے ساتھ اس کی بعض صفات میں اشتراک انہیں مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق نہیں بنا دیتا۔ یہی حال اس پوتے کا ہے۔ جس کے متعلق مذکورہ صفت الہام میں آئی ہے مصلح موعود کی بعض صفات کا ذکر دوسروں کے متعلق آجانا محض اس امر کے اظہار کے لئے ہے کہ انہیں مصلح موعود کے ساتھ ایک گونا مناسبت اور اشتراک ہے۔ اور اسکی غرض یہ ہے کہ انکے ذریعہ مصلح موعود کے نشان کا اظہار اور بھی زیادہ ہو۔ پس اگر آپ کے کسی لڑکے یا پوتے کی کسی صفت کا اس کے ساتھ اشتراک اس کے مصلح موعود ہونے کا ثبوت ہو سکتا ہے تو اس پوتے کے علاوہ آپ کے تمام لڑکے بھی مصلح موعود قرار دینے ہوں گے۔ کیونکہ ان سب کو اس کے ساتھ اس کی کسی نہ کسی صفت میں اشتراک حاصل ہے۔ اور اگر اس اشتراک صفات کو ہر دو کے ایک ہونے کی دلیل قرار دینا جائز ہے۔ تو پھر اسی بناء پر چاروں بیٹوں کو ایک ہی قرار دینا ہوگا۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بارہ میں جملہ پیشگوئیوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ کیونکہ اس طرح ان سے امان اٹھ جائے گا

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اس بات کو واضح کرنے کے لئے اسجگہ آپ کے تمام لڑکوں کا اشتراک صفات بیان کردوں۔ کیونکہ اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض نے کئی جگہ ٹھوکر کھائی ہے سو یاد رہے کہ

(۱) مصلح موعود کے متعلق الہام میں آتا ہے۔ کہ وہ آپ کا "فرزند" ہوگا۔ یعنی صلبی بیٹا ہوگا (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) اور ازالہ اوہام ص۶۳۵ میں ہے کہ وہ تیری ذریت و نسل ہوگا۔ یہی اسی صفت میں بشیر اول کو اس کے ساتھ اشتراک ہے۔ اس کے متعلق بھی الہام میں آتا ہے کہ

"وہ تیری ہی ذریت و نسل ہوگا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ چار کے لفظ میں آپ کے باقی چاروں بیٹوں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ آپ کے صلبی فرزند ہوں گے ورنہ چار کی کوئی تخصیص نہیں رہتی (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(۲) مصلح موعود کا ایک نام بشیر بھی رکھا گیا (سبز اشتہار) یہ نام اس سے پہلے پیدا ہونے والے لڑکے کا بھی ہے۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) فرق یہ ہے کہ اسے بشیر اول مگر مصلح موعود کو بشیر ثانی قرار دیا گیا ہے۔

(۳) مصلح کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام عمانوائیل بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"انا نبشرک بغلام حلیم
مظہر الحق والعلاء کان
اللہ نزل من السماء
اسمہ عمانوایل"۔ (انجام آتھم ص۶۲)

یہ نام بشیر اول کا بھی ہے۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سبز اشتہار)

(۴) مصلح موعود کی ایک صفت نور بھی بتلائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس فقرے سے ظاہر ہے کہ

"نور آتا ہے نور جسے خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

دوسری طرف بشیر اول کے متعلق بھی نور کا لفظ آیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وہ نور اللہ ہے۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) اسی طرح نور میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو بھی اس سے اشتراک ہے۔ کیونکہ ان کے متعلق بھی الہام میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ان نوری تقریب والے الہام سے یہ امر صاف ظاہر ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۶۶)

(۵) مصلح موعود کو بڑا برکت والا وجود قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ الہام میں اس کے متعلق یہ آیا ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اس صفت میں مبارک پسر چہارم کو اس کے ساتھ شرکت ہے۔ اس کا تو نام ہی الہام نے مبارک رکھا ہے۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اسی طرح بشیر اول کے متعلق بھی الہام نے بتایا ہے کہ وہ برکت والا ہے۔ الہام میں اس کے متعلق یہ فقرہ موجود ہے۔

"مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پانچویں لڑکے یا پوتے کے متعلق بھی الہام میں آیا ہے ینزل منزل المبارک کہ وہ مبارک کی جگہ نازل ہوگا یہ بھی کہ جو اس کی جگہ یہ نازل ہوگا [illegible] گا اور جلد وفات پا جائے گا۔ مبارک ہوگا اور یہ بھی کہ جو زندہ رہ کر اسکی جگہ لے گا وہ بھی مبارک ہوگا۔

(۶) مصلح موعود کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ کان اللہ نزل من السماء گویا خدا آسمان سے اترا (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) بشیر اول کے متعلق بھی آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ الہام میں آتے ہیں کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

(۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اسی طرح ینزل منزل المبارک والے الہام میں اس کے مصداق بیٹے یا پوتے کو بھی اس صفت میں شرکت حاصل ہے۔ اور اسکے متعلق بھی یہ بتایا گیا ہے کہ وہ بھی آسمان سے نازل ہوگا۔

(۷) مصلح موعود کی ایک صفت یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) مبارک کے متعلق بھی اس کے ہم معنی الہام ہوا تھا۔ جو حسب ذیل ہے "و بشرنی لی برابع رحمة وقال انه يجعل الثلاثة اربعة" (انجام آتھم ص۱۸۲)

کہ وہ چوتھا بھی تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

اس اشتراک صفات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے یہ لکھ مارا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود والے الہام کو مبارک پسر چہارم پر چسپاں کر کے اپنے اجتہاد سے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ آپ نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ مبارک مصلح موعود ہے یا مصلح موعود کا نام مبارک۔ ہاں آپ نے اس کے متعلق یہ ضرور لکھا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہ تھے کہ آپ اسے مصلح موعود قرار دے رہے ہیں۔ آپ نے اسے بیشک تین کو چار کرنے والا لکھا ہے۔ کیونکہ الہام نے اسے بھی مصلح موعود کی طرح تین کو چار کرنے والا بتایا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکھا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہے۔ لیکن اسے مصلح موعود قرار نہیں دیا۔ مصلح موعود کے ساتھ اسے صرف اس صفت میں اشتراک ہے۔ اور کوئی کسی صفت میں اس کے ساتھ اشتراک رکھنے کی وجہ سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی ملہم اپنے آپ کو محمدؐ یا احمدؐ بتاتا ہے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ اصلی محمدؐ و احمدؐ کا منکر ہے۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے اس اشتراک کو نہ سمجھنے میں سخت دھوکہ کھایا ہے۔ اسی طرح انہوں نے حلم والی صفت کے اشتراک سے بھی دھوکہ کھایا ہے۔ حالانکہ بات معمولی تھی مگر ڈاکٹر صاحب اس کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ اور انہوں نے اس صفت کو دونوں جگہ ایک ہی لڑکے کے متعلق سمجھ لیا ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں تین کو چار کرنے والا وارد فقرہ مصلح موعود کے متعلق ہے نہ کہ مبارک (پسر چہارم) کے متعلق۔ یہاں "وہ" کی ضمیر سے مراد مبارک اسلئے نہیں ہو سکتا کہ اس کا ذکر اس فقرہ سے قبل موجود نہیں بلکہ وہ کی ضمیر اس کی طرف پھیر کر اس فقرہ کو اسکی صفت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نہ اس ضمیر سے قبل پوتے کا ذکر موجود ہے کہ اس سے مراد پوتا لڑکا لیا جاوے۔ ہاں یہ درست ہے کہ چار کے لفظ میں پسر چہارم کا بھی ضمناً ذکر موجود تھا جسے انجام آتھم والے الہام نے نمایاں کر دیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو بھی چوتھا ہو وہ تین کو ضرور چار کر دیتا ہے مگر اس کے معنے یہ ہرگز نہیں کہ صرف وہی تین کو چار کرنے والا ہے۔ انجام آتھم والا عربی فقرہ صرف پسر چہارم کے متعلق ہے۔

اس سے قبل مصلح موعود کا کوئی ذکر نہیں کہ وہاں رابع سے مراد مصلح موعود

سنیئر

ہر دو جگہ ایک ہی لڑکا مراد لیا جاسکے۔

پس مصلح موعود اپنی جگہ تین کو چار کرنے والا ہے۔ اور مبارک اپنی جگہ اس صفت کا مالک ہے اسلئے مبارک پسر چہارم کو مصلح موعود کے ساتھ اس صفت میں اشتراک حاصل ہے۔ جلد ینزل منزل المبارک کا مصداق [illegible] مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی [illegible] مصلح موعود کے [illegible]

ساتھ اس صفت میں اسی طرح اشتراک رکھتے ہیں جس طرح پسر چہارم مبارک سے گو الہام میں بشیر اول کیلئے اس صفت کا ذکر نہیں آیا۔ مگر وہ بھی اپنے سے پہلے تین بچوں کو چار کرنے کی وجہ سے جو تین پیدا ہو چکے تھے اسلئے وہ بھی اس صفت میں شریک ہے

منقولات

روسیوں کی جاہلانہ تحقیق

امریکہ کی عدالت عالیہ کے جج ولیم سی ڈگلس نے نیویارک میں اسلامی امور کی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے اپنے ان اثرات کا اظہار کیا جو آپ نے ۵۵ء میں دورۂ روس کے موقع پر حاصل کئے۔ آپ نے کہا کہ روسی اخبارات اور رسالے برابر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہے ہیں کوئی لکھتا ہے کہ اسلام رجعت پسند روایات اور رسوم کی جڑھ ہے۔ ایک اخبار روسی لٹریری گزٹ ماسکو نے لکھا کہ روس نے جو راکٹ چاند کی طرف چھوڑے ہیں انہیں پرواز کے دوران کسی مقام پر خدا یا آدمی سے برتر کسی طاقت سے دوچار نہیں ہونا پڑا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا کوئی وجود نہیں! معلوم ہوتا ہے کہ روس کے جاہل ملحدوں اور مذہب دشمنوں نے پہلے یہ فرض کیا کہ اسلام کا خدا کہیں آسمانوں میں یا اوپر کی فضا میں رہتا ہے اور وہ اتنا لمبا چوڑا ہے کہ کوئی راکٹ آسانی کے ساتھ اس سے ٹکرا سکتا ہے ان جاہلوں نے راکٹ بنا لئے، مگر قرآن کی اس آیت کو نہ دیکھ سکے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں) اور نہ انہیں کسی نے اس آیت کی طرف رہنمائی کی ہے ایتما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہاں بھی منہ کرو گے وہیں خدا پاؤ گے) خدا کوئی ایسا ٹھوس وجود نہیں جو چاند اور مریخ کی راہ میں حائل ہو۔ اور جب ان کی طرف راکٹ چھوڑا جائے تو وہ خدا اسے ٹکرا جائے۔ یہ ہے تحقیق روس کے جاہل دہریوں کی اس پر وہ اسلام کی مخالفت کرتے اور مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں۔

تحقیق کی پول

مسٹر ڈگلس نے اپنی تقریر میں کہا ایک طرف روسی حکمران مسلمانوں کو اپنی ہمدردی کا یقین دلاتے ہیں اور دوسری طرف اسلام کے خلاف مہم نہ صرف بدستور جاری ہے بلکہ اسے تیز بھی کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ روسی حکمرانوں کی مخالفت اور سختی کے باوجود وہاں کے لوگوں کو اپنے مذہب پر مکمل اعتقاد ہے! یہی تو وہ چیز ہے جو روسی حکمرانوں کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے وہ جب دیکھتے ہیں کہ مذہب کے خلاف انتہائی سختی کے باوجود مذہب کی جڑیں مضبوط ہیں تو وہ نہ صرف اپنی مہم شدت پیدا کرتے ہیں بلکہ اسلام پر الزام تراشیوں کا سلسلہ بھی شروع کر دیتے ہیں یہ کیسی جاہلانہ بہتان بندی ہے کہ اسلام رجعت پسندانہ روایات اور رسوم کی جڑ ہے! اس ہرزہ سرائی سے اسلام کا تو کچھ نہیں بگڑا۔ روسی مدبرین کی تحقیقات کی پول کھل گئی اور ہمیں یقین ہو گیا کہ جو لوگ اسلام کی کھلی کتاب کی کوئی غیر جانبدارانہ ریسرچ نہیں کر سکتے۔ ان کے نظریات کا کیا اعتبار؟

اسلام تو یہ اعلان کرے کہ افحکم الجاھلیہ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون (کیا وہ اب بھی جاہلانہ باتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ اور خدا کے علاوہ بھی کیا کوئی چیز الیقان کی بنیاد بن سکتی ہے؟) مگر روس کے جاہل اور شورہ پشت حکمران اسلام کو رجعت پسند روایات اور رسوم کی جڑ بتاتے ہیں! لیکن ہمیں روسی حکمرانوں سے کچھ کہنا نہیں ہمیں تو ان مسلم ممالک سے عرض کرنا ہے جو پہلے روس سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہیں اور پھر اس کے خلاف فتوے صادر کرتے ہیں۔ اگر ان ممالک کو کچھ کرنا ہے تو وہ ریڈیو کے ذریعہ روسی ہفوات کا جواب دیں اور سرکاری سطح پر دہریت اور کیمونزم کو بے نقاب کریں صرف کفر و الحاد کے فتوے دینے سے روس کی اسلام دشمنی ختم نہیں ہوگی۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۹/۳/۵۹)

واقعی؟

جالندھر کے اخبارات میں آیا ہے کہ دہلی کی ایک کھتری لڑکی جو بی۔اے تک پڑھی ہوئی ہے۔ وہاں کے ایک بالمیک کے گھر سے برآمد ہوئی ہے۔ اور جب اُسے عدالت میں پیش کیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ میری اس بالمیک سے شادی ہو چکی ہے۔ اور وواہ کی رسم دہلی کے ایک آریہ سماج مندر میں ادا ہوئی تھی۔ بالمیک چار بچوں کا باپ بتایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ خبر درست نہیں۔ آریہ سماج کا کوئی پنڈت ایسے سمبندھ کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ پھر بھی آریہ کیندریہ سبھا دہلی کو دہلی کی سب آریہ سماجوں سے دریافت کر کے اس خبر کی تردید کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ خبر درست ہو تو اس میں آریہ سماج کی بدنامی ہے

(پرتاپ جالندھر ۶/۴/۵۹)

عالمی مذہب

نائب صدر جمہوریہ رادھا کرشنن نے کلکتہ سنسکرت ودیالیہ کے جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے عالمی مذہب کی ضرورت پر زور دیا۔ یعنی ایسا مذہب جس میں نہ طبقاتی تفریق ہو نہ ہی الگ تھلگ رہنے کا جذبہ، بلکہ وہ انسانیت اور ہمہ گیریت کا حامل ہو، ڈاکٹر صاحب کے ان خیالات سے پتہ چلا کہ دنیا کو مذہب کی ضرورت ہے مگر وہ مذہب کیسا ہو؟ اس کے لئے آپ نے کچھ شرائط پیش کی ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنی شرائط کے تحت کسی مذہب کی ضرورت کا اظہار کرتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ مذہب کوئی انسٹی ٹیوشن یا ادارہ نہیں ہے کہ ممبری کے فارم چھپوائے اور اس کا کاروبار شروع کر دیا گیا۔ مذہب خدا کی بخشی ہوئی نعمت ہے جو انسان کے نفس کا تزکیہ اور اس کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے۔ اگر کسی ایسے مذہب کی تلاش ہے جو قومی نہ ہو، لسانی ہو، نسلی نہ ہو آفاقی ہو اور جس کی بنیاد حقیقت رواداری اور ذہنی ارتقاء ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگر اس نقطہ نظر سے اسلام کا مطالعہ بھی کر لیا جائے۔ جہاں تک آفاقیت کا سوال ہے اسے اسلام نے رب العالمین کہہ کر حل کر دیا ہے۔ اور چونکہ اسلام کا دروازہ تمام نسلوں اور قوموں کے لئے کھلا ہوا ہے اور اس کا خطاب انسانیت سے ہے۔ اس لئے اس پر الگ تھلگ رہنے کا الزام بھی نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ اسلام نہ نظری چھوت چھات کا قائل ہے اور نہ جسمانی چھوت چھات کا۔

نیا مذہب

نائب صدر جمہوریہ نے یہ بھی کہا کہ "آج دنیا ارتقائی منزلوں کو طے کر رہی ہے اور مذہبی اور سماجی اصلاحات کی طرف مائل ہے جس سے سبق ملتا ہے کہ ہمیں مفاہمت قوت برداشت اور رواداری کے جذبہ سے کام لینا چاہیئے" غالباً دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے مفاہمت اور رواداری کی تعلیم نہ دی ہو۔

یہ عدم رواداری اور الحاد صرف سیاست کی راہ سے آتا ہے، مگر سیاسی لوگ الٹا مذہب کو بدنام کرتے ہیں، رہا کسی ایسے مذہب کی ایجاد جو موجودہ دور کی شرائط کو پورا کر سکے، تو وہ ایک "واد" ہونا چاہیئے۔ مگر ایسا مذہب مذہب نہ ہوگا تھیوسوفیکل سوسائٹی کے طرز کا کوئی ادارہ ہوگا اور یہ ادارہ آج بھی موجود ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان کے تجدد پسند مزاج نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہر چیز کی طرح مذہب بھی نیا چاہیئے۔ فرض کر لیجئے، اگر شرائط کے مطابق کوئی نیا مذہب ایجاد بھی کر لیا جائے تو انسان اس پر بھی قانع نہ ہوگا اور نئے مذہب کو ناپنے کے لئے نئے نئے پیمانے پیش کرتا رہے گا۔ مگر ہمارے نزدیک اصل سوال مذہب کی عملی شکل ہے اور چونکہ یہ شکل موجود نہیں اس لئے ہم گھبرا کر کسی نئے مذہب کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس تلاش کی بجائے ہمارا زور اس بات پر صرف ہونا چاہیئے کہ مذہب کی سچائی پر عملی زندگی سے شہادت ملے۔

عرب بنام عرب

امریکہ کے مشہور اخبار نیویارک ٹائمز نے اپنے انٹرنیشنل ایڈیشن میں عرب ممالک کے حالات پر ایک ایڈیٹوریل لکھا ہے۔ یہ اداریہ عالم اسلام خصوصاً عرب ممالک کے لئے بڑا ہی عبرت آموز ہے۔ وہ لکھتا ہے مشرق وسطیٰ میں ایک مدت سے مغربی ممالک کے خلاف عرب نیشنلزم کو انگیز کیا جا رہا ہے۔ جمال عبدالناصر پوری قوت کے ساتھ مغربی سامراج کے خلاف زور آزمائی کر رہے ہیں۔ اور اس میں انہیں کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اب اس تحریک کا رخ خود عربوں کی طرف پھیر دیا گیا ہے یعنی اب عرب بمقابلہ عرب ہے، یا عرب نیشنلزم بمقابلہ عرب کیمونزم۔ مغربی سامراج کی جان بچی اور عرب اپنے جال میں خود ہی پھنس کر رہ گئے! بلاشبہ یہ ایک جگر خراش طعنہ ہے، مگر برمحل ہے۔ واقعہ کے مطابق اور لاجواب ہے۔ مغربی سامراج کا نام لیتے لیتے آپس ہی میں گتھم گتھا ہو گئے اور اپنے بہترین انسانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے! اعلیٰ قابلیت کے لوگ ہر ملک میں بہت کم پیدا ہوتے ہیں صحیح قسم کے سیاستدان، ادیب، قانون کے ماہر اور ریفارمر ہر جگہ خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ اگر ان کو ختم کر دیا جائے تو سوسائٹی کو سنبھالنے والے کہاں

درخواستہائے دعا۔ (۱) عبدالحمید صاحب کے کاروبار میں برکت کیلئے ... (۲) مولوی محسن خان صاحب گیرنگ کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں کی صحت کے لئے (۳) مکرم احسان اللہ صاحب کو ادا ایڈیٹر رسالہ "احمدی" نرائن گنج (مشرقی پاکستان) کے بھائی بیمار ہیں احباب ان کی صحت کیلئے دعا کریں ... [illegible] ... ملک صلاح الدین ایم۔ اے ...

وصولی شدہ چندہ تحریک جدید

۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء تک سو فی صدی وعدہ جات ادا کرنیوالے مجاہدین

تحریک جدید دفتر اول سال ۲۵ دفتر دوم سال ۱۵ کے جن مجاہدین کے وعدہ جات ۳۱ مارچ تک ادا ہو چکے ہیں ان کے نام سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں بغرض دعا پیش کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی قربانی قبول فرمائے۔ اور انہیں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

تحریک جدید کے موجودہ مالی سال میں سے چار ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر وصولی چندہ کی رفتار غیر تسلی بخش ہے۔ بیشک اکثر دوستوں نے سال کے آخر پر اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کا طریق اپنایا ہوا ہے لیکن سلسلہ کی بڑھتی ہوئی مالی مشکلات اس امر کی متقاضی ہیں کہ مجاہدین اپنے وعدہ جات جلد از جلد ادا فرمائیں اور استبقوا الخیرات کا عملی نمونہ پیش کریں۔

امید ہے کہ احباب جماعت کوشش کر کے جلد اپنے اپنے وعدہ جات کی سو فی صدی ادائیگی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء تک سو فی صدی وعدہ ادا کرنیوالے احباب کی فہرست دفتر اول سال ۲۵

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان ۳۰۴.۸۷
محترمہ بیگم صاحبہ ،، ،، ۵۵.۷۵
مکرم شیخ غلام جیلانی صاحب ،، ۲۵۸.۰۰
،، فضل الٰہی خان صاحب ،، ۶.۵۰
،، بھائی شیر محمد صاحب ،، ۱۱.۳۱
،، سراج دین صاحب مؤذن ،، ۷.۳۷
اہلیہ صاحبہ ،، ،، ۵.۳۱
،، والدہ صاحبہ قریشی عطاء الرحمن صاحب ،، ۶.۵۰
،، والدہ صاحبہ ،، ،، ،، ۹.۵۰
،، قریشی فضل حق صاحب ،، ۵.۱۲
،، بابا محمد دین صاحب ،، ۸.۴۴
،، چوہدری محمد طفیل صاحب ،، ۶۲.۰۰
،، مستری ہدایت اللہ صاحب ،، ۵.۰۰
،، مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ،، ۲۷.۰۰
،، محمد اسحٰق صاحب ،، ۳۴.۰۰
اہلیہ صاحبہ ،، ،، ۱۳.۰۰
،، عبدالاحد خان صاحب ،، ۱۹.۰۰
،، ڈاکٹر عطر دین صاحب ،، ۵.۸۱
،، عبدالقادر صاحب اعوان ،، ۱۱.۹۹
میاں فضل محمد صاحب کپورتھلوی ،، ۹.۳۷
،، صوفی علی محمد صاحب سیالکوٹی ،، ۱۰.۹۲
،، مولوی سید حسام الدین صاحب ۸.۵۰
حافظ محمد معین الدین صاحب غوری حیدرآباد ۸.۹۲
،، سید محمد عقیل صاحب ،، ۸.۰۰
سیٹھ فضل الدین صاحب سکندرآباد ۳۷.۰۰
،، علی محمد الٰہ دین صاحب ،، ۳۷.۰۰

مکرم سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین صاحب سکندرآباد ۳۷.۰۰
،، حافظ صالح محمد صاحب ،، ۴۰.۰۰
،، غلام حسین کرم علی صاحب ،، ۹.۰۰
،، فاطمہ بیگم صاحبہ بیگم فاضل الدین صاحب ۲۷.۰۰
،، محمد اسمٰعیل صاحب غوری یادگیر ۵۷.۰۰
،، خواجہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیٹھ حسن صاحب ۳۰.۰۰
،، احمدی بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اسمٰعیل صاحب بخاری ۲۵.۰۰
،، بابو محمد رفیق صاحب کلکتہ ۳۲.۰۰
،، ایم محمد عثمان صاحب ساگر ۳۴.۰۰
،، محمد ظہیر الدین صاحب علی پور کھیڑہ ۷.۰۰
،، احمدی اینڈ کو شاہجہانپور ۷۰.۰۰
،، صالح خاتون صاحبہ بیگو سرائے ۴۱.۰۰
،، سید یعقوب الرحمن صاحب سونگھڑہ ۳۰۰.۰۰
حمیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ ،، ،، ۱۲.۰۰
،، سید ضیاء الدین صاحب ،، ۸.۰۰
،، ایم عبدالکریم صاحب شموگہ ۱۱.۲۵
،، صدیق امیر علی صاحب منگلور ۲۳۴.۰۰
اہلیہ صاحبہ ،، ،، ۲۱۸.۰۰
،، یعقوب صاحب ،، ۱۲.۵۰
،، سید محمد یونس صاحب سورو ۸.۰۰
،، ایم عبدالجلیل صاحب بنگلور ۵.۲۵
ناصرہ بیگم اہلیہ مولوی سراج الحق صاحب قادیان ۶.۵۰
،، منور احمد عبداللہ صاحب ،، ۸.۸۱
،، گیانی لیث احمد صاحب ،، ۵.۰۰
،، مولوی عبدالمطلب صاحب ،، ۲۰.۷۰
،، بہادر خان صاحب ،، ۹.۰۰
محمودہ بیگم صاحبہ یادگیر ۴۲.۰۰

۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء تک سو فیصدی وعدہ ادا کرنے والے احباب کی فہرست دفتر دوم سال ۱۵

محترمہ صاحبزادی امۃ العلیم بیگم صاحبہ قادیان ۵.۰۰
،، ،، امۃ الکریم بیگم صاحبہ ،، ۵.۰۰
مکرم بابا نور محمد صاحب ،، ۹.۰۰
،، اہلیہ صاحبہ ،، ،، ۵.۲۵
،، شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ،، ۲۹.۰۰
،، چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ،، ۵.۵۹
اہلیہ صاحبہ ،، ۵.۴۳
،، منشی عبدالرحیم صاحب فانی ،، ۵.۹۸
،، یونس احمد صاحب اسلم ،، ۹.۱۲
،، میاں اسمٰعیل صاحب بیت المال ،، ۵.۹۴

والدہ صاحبہ بشیر احمد صاحب پٹھان قادیان ۱۳.۲۵
اہلیہ صاحبہ ،، ،، ،، ۷.۲۵
مکرم بابا اللہ بخش صاحب ،، ۱۱.۶۸
اہلیہ صاحبہ چوہدری عبدالحق صاحب ،، ۵.۵۹
مکرم سید عبدالمقتدر صاحب ،، ۷.۷۵
،، بابا اللہ دتہ صاحب ،، ۵.۴۳
،، بابا فضل احمد صاحب گھٹیالیاں ،، ۱۰.۴۲
،، مستری عبدالغفور صاحب ،، ۵.۵۸
عصمت النساء صاحبہ ،، ۵.۴۴
،، مرزا محمود احمد صاحب ،، ۱۰.۰۰

وصیت

(نوٹ: وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ)

نمبر ۱۳۲۱۶ منکہ رضیہ بیگم زوجہ مولوی نواب خان صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدیہ ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب ہندوستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۷/۵۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) حق مہر مبلغ /۵۰۰ روپیہ ہے جو کہ ابھی تک بذمہ خاوند ہے (۲) زیورات گلوبند طلائی وزنی پونے تین تولہ۔ کانٹے طلائی وزنی تولہ قیمتی پانصد روپیہ چوڑی جگہ طلائی وزنی تقریباً تولہ قیمتی مبلغ یکصد روپیہ صرف۔ کل مبلغ گیارہ صد روپیہ۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری اس وقت کوئی آمد ماہوار یا سالانہ نہیں ہے میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میری آمد کی کوئی صورت پیدا ہوئی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے پر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر کوئی رقم میں اپنے حصہ جائیداد میں ادا کر کے رسید حاصل کروں۔ تو وہ اس سے منہا کر لی جائے گی۔ خدا تعالیٰ مجھے اس وصیت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ العبدہ رضیہ بیگم ۲۲/۷/۵۸۔ گواہ شد بقلم خود بشیر احمد کاہلوں افغانان قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد نواب خان خاوند موصیہ وصیت ۵۹۲۷ ۲۲/۷/۵۸۔

مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب قادیان ۱۵.۵۰
اہلیہ صاحبہ ،، ،، ،، ۹.۵۰
،، محمد نعیم اللہ صاحب ،، ۱۲.۰۰
،، مولوی سراج الحق صاحب ،، ۵.۵۰
،، مولوی فتح محمد صاحب اسلم ،، ۷.۱۹
اہلیہ و بچگان ،، ،، ۸.۵۰
اہلیہ صاحبہ مولوی محمد یونس صاحب فاضل ،، ۷.۰۰
،، حافظ عبدالعزیز صاحب ،، ۵.۷۲
،، ملک خیر الدین صاحب ،، ۵.۸۷
،، محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی ،، ۷.۹۰
،، بشیر احمد صاحب کولا افغانان ،، ۶.۰۰
اہلیہ و بچگان ،، ،، ۱۰.۰۰
اہلیہ بشیر احمد صاحب بانگروی ،، ۵.۵۹
،، مولوی محمد کریم الدین صاحب حیدرآبادی ۵.۵۰
،، محمد عارف الدین صاحب ،، ۵.۵۰
،، اہلیہ صاحبہ محی الدین صاحب غوری ۱۹.۳۸
،، صاحب حسین صاحب دوماں جینتہ گڑھ ۶.۰۰
عائشہ سلطانہ بیگم یوسف احمد الٰہ دین صاحب سکندرآباد ۱۳.۰۰
،، سید جہانگیر علی صاحب ملک نما ،، ۱۲.۰۰
،، عبدالرؤف صاحب شموگہ ۵.۰۰
،، رشید خان صاحب ،، ۵.۰۰
،، محمد الیاس صاحب یادگیر ۳۵.۰۰
،، عبدالحبیب صاحب گلبرگہ ۷.۷۵
،، رحمت اللہ صاحب غوری ،، ۱۰.۰۰
رشیدہ بیگم صاحبہ بنت محمد اسمٰعیل صاحب غوری ۷.۷۵
،، عمر فاروق صاحب لالہ جی یادگیر ۵.۵۰
امۃ اللہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ نعمت اللہ صاحب ۱۳.۵۰
سہیل طیبہ بنت ،، ،، ،، ۵.۷۵
،، بشیر الدین صاحب ،، ۸.۰۰
اہلیہ صاحبہ ،، ،، ۵.۰۰
،، فاروق احمد صاحب لالہ جی ۶.۵۰
،، احمد رضی اللہ صاحب کلکتہ ۵.۰۰
،، ماسٹر محمد صابر صاحب آسنور ۵.۰۰
،، عبدالکریم صاحب ملک ،، ۱۰.۰۰
،، محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مدراس ۵.۰۰

مکرم شفاعت احمد صاحب مدراس ۵.۰۰
،، محمد جعفری صاحب ،، ۱۰.۰۰
،، محمد اسمٰعیل صاحب کانپور ۶.۰۰
،، محمد صدیق صاحب ثانی پونچھ ۱۰.۰۰
،، حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ ۴.۵۰
،، کلیم الدین صاحب سانڑھی ۵.۰۰
،، خورشید جہاں صاحبہ اہلیہ بشیر الدین صاحب بیگو سرائے ۱۸.۰۰
از طرف بچگان ،، ،، ،، ۹.۵۰
شاکرہ خاتون صاحبہ جمشید پور ۵.۵۶
سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ سونگھڑہ ۵.۵۰
،، امۃ اللہ صاحبہ ،، ۵.۵۰
،، سید عزیز الرحمن صاحب ،، ۵.۵۰
سیدہ امارۃ النساء صاحبہ ،، ۵.۰۰
،، نصرت علی صاحب ،، ۵.۰۰
،، سید عبدالقیوم صاحب کٹک ۵.۰۰
،، سید منظور احمد صاحب بینو کیبتل ۱۳.۰۰
بی بی صاحبہ کیرنگ ۵.۱۲
اہلیہ خان صاحب ،، ۵.۰۰
،، یعقوب خان صاحب ،، ۵.۰۰
امۃ الحلیم صاحبہ بھدرک ۵.۰۰
،، حضرت منڈا سگر صاحب جیلی ۶.۰۰
،، سید خوش میاں صاحب ،، ۶.۰۰
بچگان صدیق امیر علی صاحب منگلور ۵۰.۰۰
،، ٹی۔ اے عبدالقادر صاحب ،، ۱۴.۰۰
اہلیہ بوفاطمہ صاحبہ ،، ۸.۰۰
بچگان ،، ،، ۸.۰۰
،، احمد حسن صاحب ،، ۷.۵۰
اہلیہ صاحبہ ،، ۵.۰۰
،، حسن محمد خان صاحب ۵.۰۰
سی۔ ایچ رقیہ صاحبہ چینگاڈی ۵.۷۵
بی بی ویم صاحبہ ،، ۸.۵۰
کرمہ سی ایچ فاطمہ صاحبہ ،، ۵.۲۵
،، اے پی عائشہ صاحبہ ،، ۱۴.۷۵
بچگان اے سلیمان صاحب ،، ۵.۰۰
پی کے ربیعہ صاحبہ کروناگا پلی ۱۲.۲۵

خبرنامہ

گورداسپور۔ ۷ راپریل۔ سرکاری پریس نوٹ مظہر ہے کہ فہرست گریجوایٹ اور ٹیچرز ووٹران کی ابتدائی اشاعت ہو چکی ہے۔ جو دوست دیکھنا چاہیں وہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز۔ دفتر تحصیلدار صاحب اور ضلع کے الیکشن آفس میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

گورداسپور۔ ۷ راپریل۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ جناب گورنر پنجاب شری این۔ وی۔ گیڈگل۔ نے ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ ایس۔ ڈی کالج پٹھانکوٹ میں حاضرین کے جم غفیر میں تقریر فرمائی جس کا طلباء اور دوسری پبلک پر بے حد اثر ہوا۔ جناب گورنر صاحب نے نوجوانوں کو جو آئندہ نسل میں شاندار مستقبل کے حامل ہیں خاص طور پر اپنے اخلاق کو بلند اور نقطۂ نظر کو وسیع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ شری گیڈگل صاحب نے پٹھانکوٹ میں ۱۹۴۸ء میں اپنی آمد کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ میں اُس وقت جموں پٹھانکوٹ سڑک کی تعمیر کے سلسلہ میں آیا تھا۔ جو اب بہت عمدگی سے مکمل ہو چکی ہے۔

مسٹر الیف۔ سی۔ اروڑہ پرنسپل کالج نے کالج کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اور جناب گیڈگل صاحب کی شاندار خدمات اور کارناموں کا ذکر کیا۔ جناب گورنر صاحب کے اعزاز میں دعوت چائے بھی دی گئی۔

اسکے بعد جناب گورنر صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاہ پور کنڈی بھی گئے اور وہاں کے لوگوں کے مطالبات سُن کر اُن سے ہمدردانہ کارروائی کا وعدہ فرمایا۔

نئی دہلی ۱۱ راپریل۔ ہندوستانی فضائیہ کا ایک کینبرا ہوائی جہاز جو کل صبح اپنی حسب معمول پرواز پر تھا واپس نہیں لوٹا ہے۔ یہ اعلان گذشتہ شب، وزارت دفاع کی طرف سے کیا گیا۔

اعلان میں کہا گیا کہ دو انجنوں والا جیٹ طیارہ غیر مسلح تھا۔ وراس میں دو طیارچی تھے۔ لاہور سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ کل صبح پاکستان کی فضائیہ کے جنگی طیاروں نے جس ہوائی جہاز کو گولی مار کر نیچے گرایا وہ یہی کینبرا ہوائی جہاز تھا۔ جہاز کو راولپنڈی سے تیس میل دور گوجر خان کے قریب گولی مار گرایا گیا۔ اطلاع میں بتایا گیا کہ ہوائی جہاز میں ایک نیوگیٹر تھا اور ایک پائیلٹ آفیسر ان دونوں کے نام علی الترتیب مسٹر گپتا اور فلائٹ لفٹیننٹ رام پال ہیں۔ جب ہوائی جہاز نیچے گرا تو دونوں طیارچیوں کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ انہیں مزید پوچھ گچھ کے لئے راولپنڈی لے جایا گیا۔

اس سے قبل یعنی کل سہ پہر کو پاکستان ریڈیو نے اعلان کیا کہ کل صبح ۷ بجے پاکستانی جیٹ لڑاکا ہوائی جہازوں نے ایک نامعلوم ہوائی جہاز کو جب اس کے طیارچی نے نیچے اتر آنے کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا راولپنڈی کے جنوب میں گرا لیا گیا۔ ریڈیو نے کہا کہ یہ ہوائی جہاز راولپنڈی ڈویژن میں گجرات کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔ اور لاہور کی طرف سے آیا تھا۔ سرکاری حلقوں نے مزید تفصیلات دینے سے انکار کر دیا۔ پاکستانی ریڈیو کے بیان کے مطابق پاکستانی ہوائی جہازوں نے ہندوستانی پائیلٹ کو کئی بار وارننگ دی۔ لیکن طیارچی نے حکم ماننے سے انکار کر دیا جس پر ہوائی جہاز کو گرا لیا گیا۔

نئی دہلی۔ ۱۱ راپریل۔ پاکستان میں راولپنڈی کے قریب ایک ہندوستانی جیٹ طیارہ کو مار گرائے جانے سے متعلق لوک سبھا میں ایک بیان دیتے ہوئے مسٹر کرشنا مینن مرکزی وزیر دفاع نے کہا کہ پاکستان کا یہ اقدام ناجائز اور بین الاقوامی اصولوں و طریقہ کار کے قطعی خلاف تھا۔

وزیر دفاع جو مدراس گئے ہوئے تھے آج دوپہر مدراس سے بذریعہ طیارہ دہلی پہنچے تھے۔ وزیر دفاع نے کہا کہ اس جہاز میں سروے کیلئے فوٹو لینے کے آلات نصب تھے۔

وزیر دفاع نے کہا کہ یہ کینبرا جیٹ طیارہ صرف فوٹو لینے کے لئے نہ کہ بمباری کرنے کے لئے یا کسی دوسرے جارحانہ ارادہ سے۔ ۱۰ راپریل کو صبح ۷ بجے ہندوستانی فضائیہ کے ایک ہوائی اڈہ سے روانہ ہوا۔ لیکن جب یہ وقت مقررہ پر واپس نہ آیا تو اسکی تلاش شروع ہوئی۔ کیونکہ اس جہاز کو ہماچل پردیش، جموں و کشمیر کے علاقہ میں سفر سے فوٹو لینے کے لئے ہدایت کی گئی تھی۔ اس لئے اسی علاقہ میں اس کو تلاش کیا گیا۔

انہوں نے کہا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پاکستان ایئر فورس نے اس طیارہ کے عملہ کو کسی قسم کی تنبیہہ کی ہو اور کینبرا جیٹ کے عملہ نے انکو نظرانداز کر دیا ہو۔ اس طیارہ کے سٹاف کو علم تھا کہ اسکے پاس اسلحہ نہیں ہے، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس قسم کی تنبیہہ کو نظرانداز کرنے کے کس قدر خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں۔

بقیہ فہرست چندہ دہندگان تحریک جدید

نام	مقام	رقم
مکرمہ خدیجہ صاحبہ	کرونا گاپلی	۱۱ر۶۰
مکرم محمد رمضان صاحب بٹ	باڑی پورہ	۶ر۵۰
” نیک محمد صاحب	چارکوٹ	۵ر۰۰
” پیر ولی صاحب	”	۵ر۵۰
” عبدالرحیم صاحب	”	۵ر۵۰
” شیخ محمد صاحب	”	۵ر۲۵
” محمد ثانی صاحب	”	۵ر۲۵
” بشیر محمد صاحب	”	۵ر۰۰
” بشارت احمد صاحب	جینداپور	۱۰۰ر۰۰
” سید غلام الدین احمد صاحب	سونگھڑہ	۵ر۰۰
” پی علی کٹی صاحب	کالیکٹ	۷ر۵۰
” غلام احمد صاحب	بالاکنی پورہ	۶ر۰۰
” مستری غلام رسول صاحب	چیچہ	۲۴ر۰۰
” شیخ نبی اسمٰعیل صاحب	مہوکھنڈار	۴ر۲۵
” محمد عبداللہ صاحب	کھدرواہ	۶ر۰۰
” عبدالرحمٰن صاحب	”	۱۶ر۱۲
” بی آئی اسمٰعیل صاحب	مرکرہ	۱۳ر۰۰
” پی احمد علی صاحب	”	۲۹ر۰۰
اہلیہ صاحبہ ”	”	۱۸ر۰۰
” پی رمضان صاحب	”	۷ر۰۰
” یو عمر علی صاحب	”	۱۲ر۰۰
” یر عثمان علی صاحب	”	۱۲ر۰۰
” ایم عبدالرحیم صاحب	”	۱۰ر۰۰
” محمد شریف صاحب	”	۱۲ر۰۰
” ایم عبدالجلیل صاحب	”	۱۲ر۰۰
” ایم عمرالدین صاحب	”	۱۲ر۰۰
عائشہ بی صاحبہ	”	۶ر۰۰
بچگان ”	”	۷ر۰۰
” محمد یوسف صاحب	لدّرون	۵ر۰۰
” عبدالحمید خاں صاحب	”	۸ر۰۰
اہلیہ مولوی فیض احمد صاحب	قادیان	۵ر۸۱
مکرم غلام رسول صاحب	رشی نگر	۵ر۲۵
” محمد رمضان صاحب مرحوم	”	۵ر۰۰
” غلام محمد صاحب	”	۵ر۱۲
” منشی خان صاحب	کیرنگ	۵ر۵۰
گلشن بی بی صاحبہ	”	۵ر۲۷
زبیدہ بی بی صاحبہ	”	۵ر۰۰
” سیٹھ نثار احمد صاحب	یادگیر	۶ر۵۰
عزیزہ بیگم صاحبہ	”	۵ر۷۵
” رفعت اللہ صاحب غوری	”	۶ر۰۰
” نعمت اللہ صاحب غوری	”	۱۶ر۰۰
آمنہ صدیقہ صاحبہ	”	۵ر۷۵
” محمد ادریس صاحب	”	۶ر۶۲
عائشہ صدیقہ بنت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب		۵ر۴۸
” محمد خواجہ صاحب غوثی	”	۱۳ر۰۰
” ایم پی مصطفیٰ صاحب	باڈاگرہ	۵ر۰۰
” مرزا نیر بیگ صاحب	گونڈلہ	۲۰۵ر۰۰
سونا بیگم صاحبہ اہلیہ ”	”	۱۵ر۰۰
” غلام محمود صاحب ابن ”	”	۳۰ر۰۰
امۃ الحی صاحبہ بنت ”	”	۷ر۰۰
امۃ الباری صاحبہ ”	”	۷ر۰۰
امۃ الحفیظ صاحبہ ”	”	۷ر۰۰
امۃ البصیر صاحبہ ”	”	۷ر۰۰
امۃ الودود صاحبہ ”	”	۷ر۰۰

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

کراچی ۱۱ راپریل۔ پاکستانی وزیر داخلہ کی بیگم نے آج یہاں طالبات کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ سادہ اور ملکی پارچہ کا لباس پہنیں اور فیشن سے احتراز کریں۔

لنڈن ۱۱ راپریل۔ جنرل گذشتہ صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خاں کی طرف سے بھیجے گئے دو گھوڑے بذریعہ ہوائی جہاز لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ یہ گھوڑے صدر پاکستان نے ڈیوک آف ایڈنبرا کو ان کے دورہ پاکستان کے دوران ملکہ اور ڈیوک کو بطور تحفہ پیش کئے تھے۔ ان گھوڑوں کو پاکستانی فوج کے تین اعلیٰ سپاہیوں کی حفاظت میں لنڈن روانہ کیا گیا تھا۔

قادیان میں عیدالفطر کے موقعہ پر اطفال الاحمدیہ کی کھیلوں کا دلچسپ پروگرام

امسال عیدالفطر کے روز قادیان میں خدام الاحمدیہ کا ہاکی ٹورنمنٹ اور فائینل میچ اور اطفال الاحمدیہ کی کھیلوں کا ایک مختصر مگر دلچسپ پروگرام تھا جسکو مولوی برکت علی صاحب انعام نے ترتیب دیا اور عملی جامہ پہنایا۔ جس میں مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی اور شیخ مسعود احمد صاحب و دیگر جج صاحبان نے پورا پورا تعاون فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ کھیلوں کی تفصیل اور اوّل دوم رہنے والے بچوں کے نام درج ذیل ہیں۔

کھیل نمبر ۱ رنگ سینئر۔ اوّل محمد عارف الدین ۔ دوم بلال الدین۔

کھیل		اوّل		دوم
” نمبر ۲	” جونیئر۔	” رفیع الدین	۔	” ایم۔ کے محمد بشیر۔
” نمبر ۳		” محمد عبداللہ	۔	” عمر دین۔
” نمبر ۴		” شکیل احمد	۔	” شبیر احمد
” نمبر ۵		” عبدالخالق	۔	” یونس احمد
” نمبر ۶		” منیر احمد	۔	” عبدالکریم صالح
” نمبر ۷		” حمید احمد	۔	” حفیظ احمد

کھیلوں کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ازراہ نوازش انعامات تقسیم فرمائے جنکی رقم بھی آنمحترم نے ہی مہیا فرمائی تھی۔ اور بعد دعا کھیلوں کا یہ پروگرام ختم ہوا۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)